

مجموعہ رسائل

لوہین سن رفتنہ قادریانیت انمول موتی
پر لاجواب رسائل
آسمانی دلہن تکفیر مسلم
دس ہزار نقد انعام

تالیف

ابن سرور ابوالشہید حافظ عبدالرحمن مظفر گڑھی

مکتبہ سرور گڑھی

مخزن العلوم ۹ بی ون ٹاؤن شب لاہور

فون: ۸۴۴۷۶۲

مجموعہ مسائل

لوہین حسین رفتنہ قادیانیت انمول موتی
 پر لاجواب رسائل
 آسمانی دہن تکفیر مسلم
 نقد انعام دس ہزار

تالیف

ابن سرور ابوالشہید حافظ عبدالرحمن مظفر گڑھی

مکتبہ سروساز

مخزن العلوم بی وی ون ٹاؤن شیپ لاپور

فون: ۸۴۳۷۶۲

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ————— مجموعہ رسائل
مصنف ————— ابن سرور ابو الشہید حافظ عبد الرحمن
ناشر ————— مکتبہ سروریہ مخزن العلوم ا۔ س۔ ۹ ٹاؤن
تاریخ اشاعت ————— جولائی ۱۹۹۶ء
تعداد ————— ۱۱۰۰
قیمت

انتساب

میں اپنی اس کتاب کو اپنے استاد
محترم مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی ^{مظلہ}
کی طرف منسوب کرتا ہوں جسکی محنت
اور کوششوں کے نتیجہ میں اس قابل
ہوا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کر سکوں۔
اللہ تبارک و تعالیٰ میری اس کاوش کو

قبول فرمائے اور استاد محترم کے علم میں مزید
(آمین ثناء آمین)
اضافہ فرمائیں۔
عبد الرحمن

فہرست مضامین

بشمار

صفحہ

۱. آسمانی دہیزے _____ ۱

۲. توہینِ حسینؑ _____ ۵۲

۳. انمولے موتی _____ ۸۰

۴. دس ہزار کا نقد انعام _____ ۱۰۴

۵. تکفیر مسلم _____ ۱۱۲

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا
 ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے

کچھ مزا پایا مرے دل! ابھی کچھ پاؤ گے
 تم بھی کہتے تھے کہ الفت میں مزا ہوتا ہے (مزا؟)

ہم انتظارِ وصل میں وہ آنغوشِ غیر ہیں
 قدرتِ خدا کی درد کہیں اور دوا کہیں

آسمانی دوا

جس کی رخصتی روزِ نکاح سے آج تک نہ ہوئی
 اور نہ قیامت تک ہو سکے گی!

تالیف

ابن سرور ابو الشہید حافظ عبد الرحمن مظفر گڑھی

مکتبہ سیرت

مخزن العلوم ۹ بی ون ٹاؤن شپ لاہور

فون: ۸۴۴۷۶۲

مقدمہ

مرزا صاحب کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص احمد بیگ تھے انہیں ایک دفعہ کسی ضروری کام کے لئے مرزا صاحب کے ہاں جانا پڑا۔ وہ کام احسان اور ایثار پر مبنی تھا اس سلوک و مروت کے عوض جناب مرزا صاحب نے اس کی دختر کماں محمدی بیگم کا رشتہ اپنے لئے مانگا۔ اس غیور انسان نے مرزا جی کی اس بات کو غیر مشریفانہ سمجھتے ہوئے ٹھکرا دیا۔ اور بقول مرزا صاحب وہ تیوری پڑھا کر چلا گیا۔ تو مرزا صاحب نے کچھ خاک اڑائی۔ کیا کیا گیدڑ بھجھکیاں دیں۔ مغلوب الغضب ہو کر کس طرح آسمانی نکاح کی پیشگوئی کی۔ اور میں برس تک سلسلہ الہام باقی جاری رکھا۔ اپنے آسمانی عسر کو کس طرح تازا اپنے کامیاب ارضی قریب کو کیونکر لگا را۔ اپنے گم کو کیسے اجاڑا۔ اپنی پوی کو چھوڑا۔ اور اپنے بیٹے کی ہالیہ یعنی بہو کو کس طرح طلاق دلوائی۔ اپنے بیٹوں سلطان احمد اور فضل احمد کو کیسے عاق کیا۔ اور تمام عمر بزد و اقارب سے قطع رحمی کی۔ اور اشتهار تک شائع کئے۔ یہ آسمانی منکوحہ کس طرح آغوشِ غیر کیہ میت بنی رہی۔ اور مرزا صاحب کس طرح کفِ افسوس لئے اور ایڑیاں رگڑتے سے آخر بے بسی کے عالم میں مایوس ہو کر کس طرح رخصتی سے پہلے نکاح کے نسخہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ یہ تمام کہانی آپ زیر نظر رسالہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعلقات اراکین خاندان

- ۱- مرزا غلام احمد صاحب - محمدی بیگم کے خواستگار۔
- ۲- محمدی بیگم ایک نو عمر لڑکی۔
- ۳- مرزا احمد بیگ محمدی بیگم کے والد اور مرزا غلام احمد صاحب کے ماموں زاد بھائی۔
- ۴- عمر النساء والدہ محمدی بیگم جو کہ مرزا غلام احمد صاحب کی چچا زاد بہن۔ اور مرزا امام الدین کی حقیقی ہم شیرہ۔
- ۵- مرزا امام الدین صاحب مرزا غلام احمد صاحب کے چچا زاد بھائی اور محمدی بیگم کے حقیقی ماموں۔
- ۶- فضل احمد اور سلطان احمد مرزا غلام احمد صاحب کے لڑکے۔
- ۷- عزت بی بی فضل احمد کی اہلیہ اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی۔
- ۸- مرزا اعلیٰ شیر بیگ عزت بی بی کے والد مرزا غلام احمد صاحب کے سمدھی۔
- ۹- والدہ عزت بی بی مرزا احمد بیگ کی ہم شیرہ۔ مرزا غلام احمد صاحب کی سمدھی۔
- ۱۰- مرزا سلطان محمد محمدی بیگم کا شوہر اور مرزا غلام احمد صاحب کا کامیاب قیب۔
- ۱۱- پچھ دی ماں سلطان احمد فضل احمد کی والدہ مرزا غلام احمد صاحب کی پہلی بیوی۔
- ۱۲- نصرت جہاں بیگم۔ مرزا غلام احمد صاحب کی دوسری بیوی۔

ناظرین کلام! جیسا کہ تعلقات اراکین سے ظاہر ہے کہ محمدی بیگم کے والد ماجد (احمد بیگ) مرزا جی کے ماموں زاد اور اس کی والدہ ماجدہ مرزا جی کی چچا زاد بہن تھیں۔ یہ ہوشیار پور کے رہنے والے تھے۔ محمدی بیگم اکثر اپنے ماموں مرزا مام الدین کے ہاں قادیان رہتی تھیں، جس کا گھر مرزا جی کے گھر کے عین سامنے تھا۔ مرزا جی کی آنکھیں دو چار سو میں تو دل ہار بیٹھے اور اس محبت کو چھپائے لکھا۔ آخر محمدی بیگم کے والد ماجد کسی کام کے سلسلہ میں قادیان مرزا جی کی خدمت میں حاضر ہوئے چونکہ یہ کام جو ایشیا و احسان پر مبنی تھا مرزا جی کے قبضہ دست میں تھا مرزے جی کے دل میں پرانی محبت نے پھر آنکھ کھائی لی اور دل آنا بے قابو ہوا کہ اس کام کے عوض محمدی بیگم کا رشتہ طلب کیا۔ احمد بیگ اس سے بازی پر بڑا سٹوٹا یا۔ بغیر کام کر کے مرزا جی کے چہرہ پر تھوک کر چلا گیا۔ اس قہسک خبر جوں جوں شہور ہوئی ہر طرف سے مرزا جی کی اس حرکت کو حفاصت کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ مرزا جی کو پتہ چلا تو اپنی اس خفیت کو مٹانے کے لیے ایک اشتهار دیا جسے میں خدا داد موقع کے عنوان سے درج ذیل کرتا ہوں۔

خدا داد موقع: مرزا جی فرماتے ہیں محمدی بیگم کے رشتہ دار مجھ سے کوئی نشانہ آسمانی (یعنی میرے نبی ہونے کا جو پہلا نکتہ ہے)۔

اس وجہ سے کئی مرتبہ دعا کی گئی۔ سرودہ دعا قبول ہو کر خدا تعالیٰ نے یہ تقریب قائم کی کہ اس طرحی کا والد (مرزا احمد بیگ) ایک فرودی کام کے لیے ہماری طرف طبعی ہوا فیصل اس کی یہ ہے کہ نام بردہ (مرزا احمد بیگ) کی ایک ہمشیر ہمارے ایک چچا زاد بھائی غلام حسین کو بیابھی گئی۔ غلام حسین عمر پچیس سال سے مفقود و الخیر ہے۔ اس کی زمین جس کا تعلق ہمیں بھی پہنچتا ہے۔ نام بردہ (احمد بیگ) کی ہمشیر کے نام کا خدات سرکاری میں درج کرا

دی گئی تھی۔ اب حال کے بندوبست میں جو ضلع گورداسپور میں جاری ہے نام بردہ یعنی ہمد کے خط کے مکتوب الیہ (احمد بیگ) نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار پانچ ہزار روپے قیمت کی ہے اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرادیں چنانچہ ان کی ہمشیرہ کی طرف سے ہبہ نامہ لکھا گیا۔ چونکہ وہ ہبہ نامہ ہماری مرضی کے بغیر لکھا گیا تھا اس لیے مکتوب الیہ (احمد بیگ) نے تمام ترجمہ و انکسار ہماری طرف رجوع کیا تاہم ہم رضی ہو کر اس ہبہ نامہ پر دستخط کر دیں اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے لیکن یہ خیال آیا کہ جیسا کہ ایک مدت سے ٹبے ٹبے کاموں میں ہماری حادث ہے جناب الہی میں استخارہ کر لینا چاہئے۔ سو یہی جواب مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) کو دیا گیا۔ پھر مکتوب الیہ کے متواتر امرار سے استخارہ کیا گیا۔ گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آپہنچا تھا جس کو خدا نے تعالیٰ نے اس پر ایسے میں ظاہر کر دیا۔

اس خدائے قادر مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (مرزا احمد بیگ کی دختر کلان (محمدی بیگم) کے نکاح کے لیے سلسلہ جنباں کر اور ان کو کھدے کر تمام سلوک و مردت تم سے اسی پر کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لیے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہو گا اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں حصہ پاؤ گے جو ایشہمار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہے لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس شرک کا انجام نہایت ہی برا ہو گا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال کے اندر اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لیے کئی کراہیت اور عزم کے امر پیش آئیں گے مرزا غلام احمد صاحب کا ایشہمار مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۱۶

مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود جلد اول ص ۱۱۶

لایح اور دھمکی، اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص (احمد بیگ) کی بڑی

لڑکی کے نکاح کے لیے درخواست کر اور اس کے دل کے پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرے اور
 تمہارے نور سے روشنی حاصل کر سکا کہ کدے کر مجھے اس زمین کے مہیہ کرنے کا حکم مل گیا ہے جس
 کے تم خواہش مند ہو بلکہ اس کے ساتھ اور زمین مجا دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات بھی تم پر
 کیے جائیں گے بشرطیکہ تم اپنی بڑی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دو۔ میرے اور تمہارے گھرانوں میں
 ہے تم مان لو گے تو میں بھی تسلیم کروں گا مگر تم قبول نہ کرو گے تو ہزار رہو مجھے خدا نے یہ
 بتلایا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہو گا تو نہ اس لڑکی کے لیے یہ نکاح
 مبارک ہو گا اور نہ تمہارے لیے۔ ایسی صورت میں تم پر مصائب نازل ہوں گے جس کا نتیجہ موت
 ہو گا پس تم نکاح کے بعد تین سال کے اندر مر جاؤ گے بلکہ تمہاری موت قریب ہے
 اور ایسا ہی اس لڑکی کا شوہر بھی اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا۔ یہ حکم اللہ کا ہے پس
 جو کرنا ہے کرو۔ میں نے تم کو نصیحت کر دی ہے پس وہ (مرزا احمد بیگ) تیوری پڑھا کر چلا
 گیا۔ (آئینہ کالات اسلام تصنیف جناب مرزا صاحب ص ۵۴)

مرزا احمد بیگ کا بڑا لڑکا محمدی بیگ کا حقیقی بھائی جناب مرزا غلام احمد صاحب تادیانی کے
 خاص دوست حکیم نور الدین کے پاس زیر علاج تھا اس کے خط مرزا صاحب کے نام آتے تھے جن میں اس نے
 درخواست کی کہ آپ (یعنی مرزا صاحب) جناب حکیم نور الدین صاحب کو لکھیں کہ وہ محکمہ پولیس میں
 مجھے نوکر لائیں۔ اس پر مرزا صاحب نے حکیم نور الدین صاحب کو حسب ذیل خط بھیجا (از مولف)

حکیم نور الدین کے نام خط

محذومی سکوی انور مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمنا اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
 وبرکاتہ، مہربانی نامہ آن محکمہ پینچ کر بڑھہ انا قدر از مرض بہت خوشی ہوئی، الحمد للہ علی ذلک

... محمد بیگ لڑکا جو آپ کے پاس ہے۔ آں مکرم کو معلوم ہوگا۔ کہ اس کا والد بوجہ اپنی ناسمجھی اور حجاب کے اس عاجز سے سخت عداوت و کینہ رکھتا ہے۔ اور ایسا ہی اس کی والدہ بھی چونکہ خدا تعالیٰ نے بوجہ اپنے بعض مصالح کے اس لڑکے کی ہمیشہ (محمدی بیگم) کی نسبت وہ الہام ظاہر فرمایا تھا۔ کہ جو بذریعہ اشتہارات شائع ہو چکا ہے۔ اس وجہ سے ان لوگوں کے دلوں میں حد سے زیادہ جوش مخالفت ہے اور مجھے معلوم نہیں۔ کہ وہ امر جس کی نسبت مجھے اس شخص کی ہمیشہ کی نسبت اطلاع دی گئی ہے کیونکہ اور کس راہ سے وقوع میں آئے گا۔ اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی نرمی کارگرنہ ہوگی **لَا يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ**۔ کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے ... لیکن تاہم کچھ مضائقہ نہیں۔ کہ ان لوگوں کی سختی کے عوض میں نرمی اختیار کر کے **اِذْ فَعَّ بِالنَّبِيِّ هِيَ اَحْسَنُ** کا ثواب حاصل کیا جائے۔ اس لڑکے محمد بیگ کے کتنے خطوط اس مضمون کے پہنچے۔ کہ مولوی نور الدین صاحب پولیس کے محکمہ میں مجھ کو نوکر کرادیں۔ آپ برائے مہربانی اس کو بلا کر نرمی سے سمجھائیں۔ کہ تیری نسبت انہوں انہوں نے (یعنی مرزا صاحب نے) بہت کچھ سفارش لکھی ہے۔ اور تیرے لئے جہاں تک گنجائش اور مناسب وقت ہو کچھ فرق نہ ہو گا فرض آں مکرم میری طرف سے ذہن نشین کرادیں۔ کہ وہ (یعنی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی) تیری نسبت بہت تاکید کرتے ہیں۔ اگر محمد بیگ آپ کے ساتھ آنا چاہے تو ساتھ لے آویں۔ زیادہ خیریت و سلام خاکسار غلام احمد لدھیانہ محلہ اقبال گنج۔ ۳۱ مارچ ۱۸۸۷ء مکتوبات احمدیہ جلد ۵ مکتوب نمبر ۶ اور ۳۷

داس مکتوب کے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ذہنیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ کہ محمدی بیگم کے بھائی کو ملازمت کا لالچ دے کر ہموار کیا جائے کہ تمہارا بہت خیال ہے مناسب وقت یعنی محمدی بیگم کی مرزا صاحب کے شادی ہو جائے تو ضرور کوشش کی جائے گی۔ اس لئے واجب ہے کہ مرزا صاحب کے واسطے تم اپنی ہمیشہ کے معاملہ میں پوری کوشش کرو۔ مؤلف عبدالرحمن

مکرمی مخدومی انخویہ مرزا احمد بیگ سلمہ اللہ تعالیٰ -
خدا کی طرف سے حکم
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابھی ابھی مراقبہ سے فارغ ہی ہوا تھا۔ تو کچھ غنودگی سی ہوئی۔ اور خدا کی طرف سے یہ حکم ہوا کہ احمد بیگ کو مطلع کرے۔ کہ وہ بڑی لڑکی کا رشتہ منظور کرے یہ اس کے حق میں ہماری جانب سے خیر و برکت ہوگا۔ اور ہمارے انعام و اکرام باری کی طرح اس پر نازل ہوں گے اور تنگی اور سختی اس سے دور کر دی جائے گی۔ اور اگر انحراف کیا۔ تو مورد عتاب ہوگا۔ اور ہمارے قہر سے بچ نہ سکے گا۔ اور میں نے اس کا حکم پہنچا دیا تاکہ اس کے رحم و کرم سے حصہ پاؤ۔ اور اس کی بے بہا نعمتوں کے خزانے تم پر کھولے جائیں اور میں اپنی طرف سے بھی عرض کرتا ہوں۔ کہ میں آپ کا ہمیشہ ادب و لحاظ ہی ملحوظ رکھتا ہوں۔ اور آپ کو ایک دیندار ایماندار بزرگ تصور کرتا ہوں۔ اور آپ کے حکم کو اپنے لئے فخر سمجھتا ہوں۔ اور میرا نامہ پر حیب لکھو حاضر ہو کر دستخط کر جاؤں۔ اور اس کے علاوہ میری املاک خدا کی اور آپ کی ہے۔ عزیز محمد بیگ کے لئے پولیس

میں بھرتی کرنے اور عہدہ دلانے کی خاص کوشش و سفارش کر لی ہے تاکہ وہ کام میں لگ جائے اور اس کا رشتہ میں نے لیک بہت امیر آدمی جو میرے عقیدتمندوں میں ہے۔ تقریباً کر دیا ہے اور اللہ کا فضل شامل حال ہو۔ فقط خاکسار غلام احمد عفی عنہ لدھیانہ۔ اقبال گنج مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۳۷ء منقول از رسالہ نوشتہ بیعتاً از خالد مذکورہ بالا خط کا جواب نہ ملنے پر جناب مرزا صاحب نے حسب ذیل دوسرا خط روانہ فرمایا۔ مؤلف عبدالرحمن عابدی

پروردگار کے حکم سے { بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اسے عزیز سمجھئے۔ آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ میری سنجیدہ بات لغو سمجھتے ہیں۔ اور میرے کلمے کو کھوٹا خیال کرتے ہیں۔ سبجا میرا یہ ارادہ نہیں کہ میں آپ کو تکلیف دوں۔ انشاء اللہ آپ مجھے احسان کرنے والوں میں سے پائیں گے اور میں یہ عہد استواری کے ساتھ لکھ رہا ہوں۔ کہ اگر آپ سے میرے خاندان کی مرضی کے خلاف میری بات کو مان لیا تو میں اپنی زمین اور باغ میں سے آپ کو حصہ دوں گا اور اس رشتہ کی وجہ سے آپس کی نزاع اور اختلاف رفع ہو جائے گا۔ اور خدا میرے کلمہ اور خاندان کے قلوب کی اصلاح کر دینگا۔۔۔۔ اگر آپ نے میرا قول اور بیان مان لیا تو مجھ پر مہربانی کی اور احسان کیا۔ اور میرے ساتھ نیکی ہوگی۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ اور آپ کی درازی عمر کے لئے ارحم الراحمین کے جناب میں دعا کروں گا۔ اور آپ سے وعدہ کرتا ہوں۔ کہ آپ کی لڑکی کو اپنی زمین کا اور دیگر ملوکات کا ایک تہائی حصہ دوں گا۔ اور میں سچ کہتا ہوں کہ اس

میں سے جو کچھ مانگیں گے۔ میں آپ کو دوں گا۔ صلہ رحم۔ عزیزوں سے محبت اور رشتہ کے حقوق کے بارے میں آپ کو مجھ جیسا کوئی شخص نہیں ملے گا۔ آپ مجھے مصیبتوں میں اپنا دستگیر اور بار اٹھانے والا پائیں گے۔ اس لئے انکار میں اپنا وقت ضائع نہ کیجئے اور شک و شبہ میں نہ پڑیے۔ میں اپنا یہ خط پروردگار کے حکم سے لکھ رہا ہوں۔ اپنی رائے سے نہیں۔ آپ میرے اس خط کو اپنے صندوق میں محفوظ رکھئے۔ یہ خط بڑے سچے اور امین کی جانب سے ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ میں کہیں سچا ہوں اور جو کچھ میں نے وعدہ کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میں نے جو کچھ کہا ہے وہ میں نے نہیں کہا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اپنے الہام سے کہلوا یا ہے اور مجھے میرے پروردگار کی وصیت تھی۔ اس لئے میں نے اسے پورا کیا۔ ورنہ مجھے آپ کی یا آپ کی لڑکی کی کچھ حاجت نہیں تھی۔ . . . اگر بیعاد گذر جائے اور سچائی ظاہر نہ ہو۔ تو میرے گلے میں رسی اور پاؤں میں زنجیر ڈالنا۔ اور مجھے ایسی سزا دینا۔ کہ تمام دنیا میں کسی کو نہ دیکھی ہو

آئینہ کمالاتِ اسلام تصنیف جناب مرزا غلام احمد صاحب ۵۷۳

(اس خط کا جواب بھی نہیں ملتا۔ ادھر مکتوب الیہ احمد بیگ والد محمد علی بیگ کا

چھوٹا لڑکا فوت ہو جاتا ہے تو جناب مرزا صاحب تقریبی خط روانہ فرماتے ہیں۔ مؤلف عبدالرحمن عابد، خط حسب ذیل ہے

مشفق مکرمی انوکیم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قادیان میں جب واقعہ ہائلمہ محمود فرزند

آں کرم کی خبر سنی تھی۔ تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا۔ لیکن بوجہ اس کے کہ یہ
 عاجز بیمار تھا۔ اور خط نہیں لکھ سکتا تھا۔ اس لئے عزرا پر سی سے مجبور ہوا۔ صد مہ وفات
 فرزند ان حقیقت میں ایک ایسا ہمدہ ہے کہ شاید اس کے برابر دنیا میں کوئی اور ہمدہ
 نہ ہوگا۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں کے لئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ
 آپ کو صبر بخشے۔ اور اس کا بدلہ صاحب عمر عطا فرمادے اور عزیزی محمد یگ کو
 عمر دلاز بخشے۔ کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کہ اسے کوئی بات اس کے آگے انہونی
 نہیں۔ آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو۔ لیکن خداوند کریم جانتا ہے
 کہ آپ کے لئے دعا تیر و برکت چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا۔ کہ کس طریق اور کن
 لفظوں میں بیان کروں۔ تا میرے دل کی محبت اور خلوص ہمد دی جو آپ کی نسبت
 مجھ کو ہے۔ آپ پر ظاہر ہو جائے۔ مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا آخری فیصلہ قسم پر ہوتا
 ہے۔ جب ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی قسم کھا جاتا ہے۔ تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت
 فی الفور دل صاف کر لیتے۔ سو میں خدا تعالیٰ قادر و قیوم کی قسم ہے میں اس بات
 میں بالکل سچا ہوں کہ الہام ہوا تھا۔ کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا
 اگر دوسری جگہ ہوگا۔ تو خدا تعالیٰ کی تینہیں وارد ہوں گی۔ اور آخر اسی جگہ ہوگا
 کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو
 جتلیا۔ کہ دوسری جگہ اس رشتے کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا
 جو آپ پر ظاہر نہ کرتا۔ اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ہست

ہوں۔ کہ اس رشتے سے آپ انحراف نہ فرمائیں۔ کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت بجز
 موجب برکت ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھولے گا۔ جو آپ کے خیال
 میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی۔ جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے جس کے
 ہاتھ میں زمین و آسمان کی کنجی ہے۔ تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی۔ اور آپ کو شاید
 معلوم ہوگا۔ یا نہیں۔ کہ یہ پیشگوئی اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے۔
 اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا۔ کہ جو اس پیشگوئی پر اطلاع
 رکھتا ہے۔ اور ایک جہاں کی اس طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شہزاد
 سے نہیں۔ بلکہ حماقت سے منتظر ہیں۔ کہ یہ پیشگوئی تھوٹی نلکے۔ تو ہمارا پتہ بھاری ہو
 جن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا۔ اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔ میں نے لاہور
 میں جا کر دیکھا۔ کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیشگوئی کے ظہور کیلئے
 بھرق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمان کا تقاضا ہے۔ اور
 یہ طرز جیسے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پر ایمان لایا ہے ویسے ہی خدا
 تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تو اترے اس عاجز پر ہوئے ہیں ایمان لایا ہے آپ
 سے ملتے ہے۔ کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون نہیں
 تاکہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا
 اور جو اہر آسمان پر ٹھہر چکا ہو وہ زمین پر ہرگز نہیں بدل سکتا۔ خدا تعالیٰ آپ کو دین
 و دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان

پر سے مجھے الہام کیلئے آپ کے سب غم دور ہوں۔ اور دین دنیا دونوں خدا تعالیٰ
 آپ کو عطا فرمائے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی نا ملائم لفظ ہو تو معاف فرماؤں والسلام
 خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ ۱۷ جولائی ۱۹۸۲ء روز جمعہ منقول از رسالہ مکہ فضل رحمانی ص ۱۱۳
 تالیف قاضی فضل احمد (مذکورہ بالا خط کا جواب بھی نہیں ملتا۔ از مؤلف عبد الرحمن عیسیٰ)
 محمدی میگم کی حقیقی بیوہ اور جناب مرزا صاحب کے صاحبزادے فضل احمد کی
 ساس کے نام خط۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو۔ کہ مجھ کو شہر پہنچی ہے کہ
 چند روز میں محمدی میگم مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا
 تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں۔ اس نکاح سے رشتے ناطے توڑ دوں گا۔ اور کوئی تعلق
 نہیں ہے گا۔ اس لئے نصیحت کی راہ لکھتا ہوں۔ کہ اپنے بھائی احمد بیگ کو سمجھا
 کہ یہ ارادہ موقوف کرادو۔ اور جس طرح تم سمجھا سکتی ہو۔ اس کو سمجھاؤ۔ اور اگر
 ایسا نہ ہوگا۔ تو آج میں نے مولوی نور الدین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا
 ہے۔ کہ اگر تم اس ارادے سے باز نہ آؤ۔ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ
 لکھ کر بھیج دے۔ اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اس کو عاق کیا
 جاوے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جائے۔ اور ایک پیسہ اس کو وراثت
 کا نہ ملے۔ سو امید رکھتا ہوں۔ کہ شرعی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا
 آجائے گا۔ جس کا یہ مضمون ہوگا۔ کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی میگم کا نکاح غیر کے

ساتھ کرنے سے باز آوے تو پھر اسی روتے جو محمدی بیگم کا کسی اور سے نکاح ہو جاوے۔ عزت بی بی کو تین طلاق ہیں سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی بیگم کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا۔ اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائیگی۔ سو یہ شرعی طلاق ہے۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ قسم ہے۔ کہ بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں اور اگر فضل احمد نے مانا، تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا۔ اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پاسکتا۔ اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو۔ تو آپ کے واسطے بہتر ہوگا مجھے افسوس ہے کہ میں عزت بی بی کے لئے بہتری کی ہر طرح سے کوشش کرنا چاہتا تھا۔ اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔ یاد رہے۔ کہ میں نے کوئی بات کچی نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی۔ کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ اور خدائے تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ جس دن نکاح ہوگا۔ اسی دن عزت بی بی کو طلاق ہوگی۔ اور نکاح باقی نہیں ہے گا۔ راقم مرزا غلام احمد از لدھیانہ۔ اقبال گنج

مذکورہ بالا خط کا تمہہ، از طرف عزت بی بی دمرزا غلام احمد صاحب کے چھوٹے فرزند مرزا فضل احمد کی اہلیہ بطرف والدہ ماجدہ۔ سلام مسنون کے بعد اس وقت میری تباہی و بربادی کا خیال کرو۔ مرزا صاحب مجھ سے کسی قسم کا فرق نہیں کرتے۔ اگر تم اپنے بھائی میرے ماموں یعنی محمدی بیگم کے والد کو سمجھاؤ تو سمجھا سکتی ہو۔ اگر نہیں تو پھر طلاق ہوگی اور ہزار طرح رسوائی ہوگی۔ اگر منظور

نہیں تو پھر مجھے اس جگہ سے لے جاؤ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔

عزت بنی از قادیان

اس خط پر مرزا صاحب کی طرف سے یہ دربار رک ہے۔ جیسا کہ عزت بنی نے تاکید سے کہا ہے اگر مرزا سلطان محمد سے محمدی بیگم کا نکاح رک نہیں سکتا۔ تو پھر بلا توقف عزت بنی کے لئے کوئی قادیان میں آدمی بھیج دو تاکہ ان کو لے جاوے (اللہ سے زور ظلم مؤلف)

عزت بنی بنی بذریعہ غلام احمد رئیس قادیان۔ منقول از نوشتہ غیب۔

تالیف خالد وزیر آبادی

مذکورہ بالا خط کا جواب بھی نہیں ملتا۔ تو مرزا صاحب عزت بنی کے والد اپنے بیٹے فضل احمد کے سسر محمدی بیگم کے حقیقی پھوپھہ جناب مرزا علی شیر بیگ کو خط روانہ کرتے ہیں۔

مشفق مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا۔ اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں۔ آپ کو اس سے بہت رنج گزے گا۔ میں واللہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں۔ جو مجھے ناپسند کرتے ہیں۔ اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ

کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کسی قدر میری حدوت ہو رہی ہے۔ اب
 میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے
 اب آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح
 کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔
 عیسائیوں کو مہنسا ناچاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ اور اللہ
 اور رسول کے دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے۔ اور اپنی طرف سے میری نسبت
 ان لوگوں نے یہ پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ کہ اس کو خوار و ذلیل کیا جاوے۔ روسیہ
 کیا جاوے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچا لینا اللہ
 تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اس کاموں کا تو ضرور سچائے گا۔ اگر آپ کے گھر کے
 لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو بھجاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں پوڑھا یا پچا
 تھا۔ جو مجھ کو لڑکی دینا عاریا ننگ تھی۔ بلکہ وہ اب تک ہاں میں ہاں ملاتے رہے
 اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا۔ اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب
 ایک ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے مگر یہ تو آزما یا
 گیا۔ کہ جن کو میں غولیں سمجھتا تھا۔ اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا۔ کہ اس کی
 اولاد ہو۔ اور میری وارث ہو۔ وہی میرے خون کے پیاسے۔ وہی میری
 عزت کے پیاسے ہیں۔ کہ چاہتے ہیں۔ کہ خوار ہو۔ اور اس کا روسیہ ہو۔ خدا
 بے نیاز ہے جس کو چاہے روسیہ کرے۔ مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے

ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پرانہ رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالیٰ سے خوف کرو۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا۔ کہ کاہے کا رشتہ ہے۔ صرف عزت بی بی کے نام کے لئے ہے۔ جو فضل احمد کے گھر میں ہے بے شک وہ طلاق دے دے۔ ہم راضی ہیں۔ ہم نہیں جانتے۔ کہ یہ شخص کیا بلا ہے ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہ کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرنا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کر کر آپ کی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا۔ مگر جواب نہ آیا۔ اور بار بار کہا۔ کہ اس سے ہمارا باقی کیا رہ گیا ہے جو چاہے سو کرے۔ ہم اس کے لئے اپنے خولیشوں سے لپٹھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرنا مرنا رہ گیا۔ کہیں مرنا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی کی مجھے پہنچی ہیں بے شک میں ناچیز ہوں، ذلیل ہوں خوار ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں۔ تو میرے بیٹے کے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے۔ کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں۔ اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں۔ پھر جیسا کہ آپ کی اپنی منشاء ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا بلکہ ایک طرف سے جب محمدی بیگم کا نکاح کسی شخص سے ہو گا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دیگا۔ اگر نہیں دے گا۔ تو میں اس کو عاق اور لا وارث کر دوں گا۔ اگر میرے لئے احمد بیگم سے مقابلہ کرے گا۔ اور یہ

ارادہ اس کا بند کرادو گے۔ تو میں بدل و جان حاضر ہوں۔ اور فضل احمد کو جواب میرے قبضہ میں ہے۔ ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا۔ اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔ لہذا آپ کو بھی لکھنا ہوں کہ اس وقت کو سنبھال لیں۔ اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائے۔ اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کر دیں۔ کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے۔ ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے۔ کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ رشتے ناطے توڑ دوں گا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بنا چاہتا ہے۔ تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا۔ جب کہ آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں رخصت ہوؤا۔ ایسا ہی سب رشتے ناطے ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا۔ کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم۔

راقم خاکسار غلام احمد زلدھیانہ اقبال گنج

انخویم مرزا غلام احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مذکورہ بالا خط کا جواب

گرامی نامہ پہنچا۔ غریب طبع یا نیک جو کچھ بھی آپ نسیان کریں۔ آپ کی مہربانی ہے۔ ہاں مسلمان ضرور ہوں۔ مگر آپ کی خود ساختہ نبوت کا قائل نہیں ہوں۔ اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے سلف صالحین کے طریقے پر ہی رکھے۔ اور اسی پر ہی میرا خاتمہ بالخیر کرے۔ باقی رہا تعلق چھوڑنے

کا مسئلہ۔ تو بہترین تعلق خدا کا ہے۔ وہ نہ چھوٹے۔ باقی اس عاجز مخلوق کا تعلق ہوگا۔
 تو پھر کیا۔ اور نہ ہوگا تو پھر کیا۔ اور احمد بیگ کے متعلق میں کہہ ہی کیا سکتا ہوں۔ وہ
 ایک سیدھا سادہ مسلمان آدمی ہے جو کچھ ہوگا۔ آپ کی طرف سے ہی ہوگا۔ نہ آپ
 فضول ایمان گنواتے اور الہام بافی کرتے اور نہ وہ کنارہ کش ہوتا۔
 یہ تھیک ہے کہ خویش ہونے کی حیثیت سے آپ نے رشتہ طلب کیا۔ مگر آپ خیال
 فرمائیں۔ کہ اگر آپ کی جگہ احمد بیگ ہو۔ اور احمد بیگ کی جگہ آپ ہوں۔ تو خدا
 نکلتی کہنا۔ کہ تم کن کن باتوں کا خیال کر کے رشتہ دو گے۔ اگر احمد بیگ سوال
 کرتا اور وہ مجمع المرآئین ہونے کے علاوہ پچاس سال سے زیادہ عمر کا ہوتا۔ اور
 اس پر وہ مسیلمہ کذاب کے کان بھی کتر چکا ہوتا (یعنی مسیلمہ کذاب کی طرح نبوت
 کا جھوٹا مدعی ہوتا۔ مؤلف) تو آپ رشتہ دیتے (انصاف تو یہ ہے کہ مرزا شیر علی
 بیگ کی حجت کا جواب مرزا صاحب نے دے سکے۔ مؤلف) یوں آپ کو خط لکھتے
 وقت آپ سے باہر نہیں ہونا چاہئے۔ لڑکیاں سبھی کے گھروں میں ہیں۔ اور نظام
 عالم بھی انہیں باتوں سے قائم ہے۔ کچھ حرج نہیں۔ اگر آپ طلاق دلوائیں گے۔ تو
 یہ بھی ایک پیغمبری کی نئی سنت قائم کر کے بدزبانی کا سیاہ داغ مول لیں گے۔ باقی
 روٹی تو خدا اس کو بھی کہیں سے دے ہی دے گا۔ تر نہ سہی خشک۔ مگر وہ خشک
 بہتر ہے جو پسینہ کی کمائی سے پیدا کی جاتی ہے (بڑا لطیف طنز ہے۔ مؤلف)۔
 میں بھائی احمد بیگ کو لکھ رہا ہوں۔ بلکہ آپ کا خط بھی اس کے ساتھ

شامل کر دیا ہے۔ مگر میں اس کی موجودگی میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اور میری بیوی کا کیا حق ہے۔ کہ وہ اپنی بیٹی کے لئے بھائی کی لڑکی کو ایک دائم المرین آدمی کو جو مراق سے خدائی تک پہنچ چکا ہو۔ دینے کے لئے کس طرح لڑے

. . . . ہاں اگر وہ خود مان لیں۔ تو میں اور میری بیوی خارج نہ ہوں گے۔ آپ خود ان کو لکھیں۔ مگر درشت اور سخت الفاظ آپ کا قلم گرانے کا عادی ہو چکا ہے۔ اس سے جہاں تک ہو سکے اعراض کریں۔ اور منت سماجت سے کام لیں۔ خاکسار علی شیر بیگ از قادیاں۔ منقول از نوشتہ غیب خالد وزیر آبادی

ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان

ماموں کی خط و کتابت { کیا۔ کہ لیکھرام کے قتل کے واقعہ پر جب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کی تلاشی ہوئی۔ تو پولیس کے افسر بعض کاغذات اپنے خیال میں مشتبہ سمجھ کر ساتھ لے گئے اور چند دن کے بعد ان کاغذات کو واپس

لے کر پھر بعض افسر قادیاں آئے اور چند خطوط کی بابت جن میں کسی ایک خاص امر کا کٹنا یہ ذکر تھا۔ حضرت مرزا صاحب سے سوال کیا۔ کہ یہ کیا معاملہ ہے؟

حضرت صاحب نے فوراً بتا دیا۔ کہ یہ خطوط محمدی بیگم کے رشتہ کے متعلق اور امر معلوم سے مراد یہی امر ہے۔ اور یہ خط مرزا امام الدین نے میرے نام بھیجے تھے۔ جو میرا چچا زاد بھائی ہے اور محمدی بیگم کا حقیقی ماموں ہے۔

سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۲۴ تالیف صاحبزادہ مرزا بشیر احمد بی اے قادیانی

اس معاملہ میں لڑکی کے ماموں (مرزا امام الدین صاحب) لیڈر تھے۔ اور مرزا احمد بیگ (لڑکی کا والد) ان کا تابع تھا۔ اور بالکل ان ہی کے زیر اثر ہو کر ان کے اشارے پر چلتا تھا۔ بحوالہ مذکورہ ص ۱۶۱

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ ایک دفعہ

انعام کا وعدہ { حضرت صاحب جالندھر جا کر قریباً ایک ماہ ٹھہرے تھے اور ان دنوں میں محمدی بیگم کے ایک حقیقی ماموں (مرزا امام الدین صاحب) نے محمدی بیگم کا حضرت صاحب سے رشتہ کرا دینے کی کوشش کی تھی مگر کامیاب نہیں ہوا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے کہ . . . ابھی محمدی بیگم کا مرزا سلطان احمد سے رشتہ نہیں ہوا تھا۔ محمدی بیگم کا یہ ماموں جالندھر اور ہوشیار پور کے درمیان یکے میں آجایا کرتا تھا۔ اور وہ حضرت صاحب سے کچھ انعام کا بھی خواہاں تھا۔ اور چونکہ محمدی بیگم کے نکاح کا عقدہ زیادہ تر اسی شخص کے ہاتھ میں تھا۔ اس لئے حضرت صاحب نے اس سے کچھ انعام کا وعدہ بھی کر لیا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ شخص اس معاملہ میں بدنیت تھا۔ اور حضرت صاحب سے کچھ روپیہ ڈانا چاہتا تھا۔ کیونکہ بعد میں یہی شخص اور اس کے دوسرے ساتھی اس لڑکی کے دوسری جگہ بیاہنے کے موجب ہوئے۔ مگر مجھے والدہ صاحبہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حضرت صاحب نے بھی اس شخص کو روپیہ دینے کے متعلق بعض حکیمانہ احتیاطیں ملحوظ رکھی ہوئی تھیں (ان ہی احتیاطوں نے غالباً کام بگاڑ دیا۔ مولف) بحوالہ مذکورہ ص ۱۶۱

مکرمی انویم نشی رستم علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

خبر نمبر { السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ } میں آپ سے دریافت

کرنا چاہتا ہوں۔ کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کی نسبت جو آپ نے خبری تھی۔ کہ بیس روز سے نکاح ہو گیا ہے۔ قادیاں میں اس خبر کی کچھ اصلیت معلوم نہیں ہوتی۔ یعنی نکاح ہو جانا کوئی شخص بیان نہیں کرتا۔ لہذا مکلف ہوں۔ کہ دوبارہ اس امر کی نسبت اچھی طرح تحقیقات کر کے تحریر فرماویں۔ کہ نکاح اب تک ہو آیا نہیں۔ اگر نہیں ہوا۔ تو کیا وجہ ہے۔ مگر بہت جلد جواب ارسال فرماویں۔ اور نیز سلطان احمد کے بارے میں ارقام فرماویں۔ کہ اس نے جواب دیا ہے۔ والسلام خاکسار غلام احمد

مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ۵ نمبر ۳

ناظرین کو یاد ہو گا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصوصیت کے خانہ بریادی { پیش آجانے کی وجہ سے ایک نشان کے مطالبے کے وقت

اپنے ایک قریبی مرزا احمد بیگ کی دخترکلاں کی نسبت بحکم والہام الہیہ اشتہار دیا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ مقدر اور قرار یافتہ ہے۔ کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے۔ یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آئے۔ چنانچہ تفصیل ان امور کی مذکورہ بالا اشتہار میں درج ہے

اب باعثِ تحریرِ اشتہارِ ہذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائبِ تحصیلدار لاہور میں ہے اور اس کی تائی صاحبہ جنہوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے۔ وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں۔ کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس رٹکی کا کسی سے نکاح کیا جاوے اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کاروائی ہوتی۔ تو ہمیں درمیان میں دخل دینے کی کیا ضرورت اور کیا فرض تھی۔ امر ربی تھا۔ اور وہی اس کو اپنے فضل سے ظہور میں لاتا۔ مگر اس کام کے مدارِ المہام وہ بن گئے۔ جن پر اس عاجز کی اطاعت فرض تھی۔ اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا۔ اور بہت تاکید کی خط لکھے۔ کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں۔ ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا۔ مگر انہوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا۔ اور بلکی مجھ سے بیزار سی ظاہر کی اگر ان کی طرف سے ایک تلواری کا بھی مجھے زخم پہنچتا۔ تو سجداً میں اس پر صبر کرتا۔ لیکن انہوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آزار دے کر مجھے بہت ستایا۔ اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا۔ کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ اور مٹا چاہا۔ کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں۔ سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔ اول۔ یہ کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مخالفت کرنی چاہی۔ اور چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو۔ اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بنیاد

رکھی ہے اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہوگی۔ اور مخالفوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفانہ تلوار چلنے میں کچھ فرق نہیں کیا۔

دوم۔ سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں۔ سخت ناچیز قرار دیا۔ اور میری مخالفت پر کمر باندھی۔ اور قوی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا۔ اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی۔ اور اس کی ہتک بدل و جان منظور رکھی۔ چوں کہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا۔ اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا۔ اور اپنے باپ کا بھی۔ اور ایسا ہی اس کی والدہ نے کیا۔ سو جب کہ انہوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا۔ اس لئے میں نہیں چاہتا۔ کہ اب ان کا کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے۔ اور ڈرتا ہوں۔ کہ ایسے دینی دشمنوں سے پیوند رکھنے میں محصیت نہ ہو۔ لہذا میں آج کی تاریخ۔ کہ دوسری مائی ۱۸۹۱ ہے عام و خاص پر بڑی رعیت اشتہار نہ اظاہر کرتا ہوں۔ کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں۔ اس کو موقوف نہ کر دیا۔ اور جس شخص کو انہوں نے نکاح کے لئے تجویز کیا ہے اس کو رد نہ کیا۔ بلکہ اس شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا۔ تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہو گا۔ اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے۔ اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی

خبر ہو۔ طلاق نہ دیوے۔ تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا۔ اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا۔ اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقاتِ خویشی قرابت اور ہمدردی دور ہو جائے گی۔ اور کسی نیکی بڑی رنج و راحت، ماتم اور شادی میں ان سے شرارت نہیں ہے گی کیونکہ انہوں نے اب تعلق توڑ بیٹے اور توڑنے پر راضی رہے۔ سواب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام ہے اور یہاں بیوری کے خلاف۔ اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔

اشتہار مرزا غلام احمد صاحب مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد اول ص ۲۱۹

ترکی تمام شد بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہو گئی اور قادیاں کے تمام رشتہ داروں نے حشر ست صاحب کی سخت مخالفت کی اور خلاف کوشش کرتے رہے۔ اور سب نے احمد بیگم کو محمدی بیگم کا ساتھ دیا۔ اور خود کوشش کر کے لڑکی کی شادی دوسری جگہ کرادی تو حضرت صاحب نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد و نون کو الگ الگ خط لکھا۔ کہ ان سب لوگوں نے میری سخت مخالفت کی ہے اب ان کے ساتھ ہماری قبریں بھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں لہذا اب تم اپنا آخری فیصلہ کرو۔ اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا ہے تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہوگا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں رہ سکتا میں اس صورت میں تم کو عاق کرتا ہوں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ مرزا سلطان احمد کا جواب آیا۔ کہ مجھ پر طائی صاحبہ کے احسانات ہیں۔ میں ان سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔ مگر

مرزا افضل احمد نے لکھا کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے۔ ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ اگر یہ بات ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر بیگ کو جو سخت مخالف تھی۔ اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی۔ طلاق دیدو۔ مرزا افضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھا کہ حضرت صاحب کے پاس روانہ کر دیا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہے کہ پھر فضل احمد باہر سے آکر ہمارے پاس ہی ٹھہرتا تھا۔ مگر اپنی دوسری بیوی کی فتنہ پر دازی سے آخر پھر آہستہ آہستہ ادھر جا ملا۔

سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۹ تصنیف صاحبزادہ بشیر احمد بنی اے

مرزا افضل احمد کے جنازے کے ساتھ بیٹے کا جنازہ نہیں پڑھا { سید ولایت شاہ صاحب موصوف بھی قادیان میں تھے۔ یہ معلوم نہیں کہ ساتھ گئے تھے یا پہلے ہی وہاں موجود تھے۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کہ مرزا افضل احمد صاحب کے دفن کرنے اور جنازہ پڑھنے سے قبل حضرت مرزا غلام احمد صاحب . . . نہایت کرب و اضطراب کے ساتھ باہر ٹہل رہے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ آپ کو اس کی وفات سے حد درجہ تکلیف ہوئی ہے۔ اسی امر سے جرأت پکڑ کر میں خود حضور کے پاس گیا۔ اور عرض کیا کہ حضور وہ آپ کا لڑکا تھا۔ بے شک اس نے حضور کو خوش نہیں کیا۔ لیکن آخر کار آپ کا لڑکا تھا۔ آپ اسے معاف فرمائیں۔ اور اس کا جنازہ پڑھیں اس پر حضرت صاحب نے فرمایا نہیں شاہ صاحب

وہ میرا فرماں بردار تھا۔ اس نے مجھے کبھی ناراض نہیں کیا۔ لیکن اس نے اپنے اللہ کو راضی نہیں کیا۔ اس لئے میں اس کا جنازہ نہیں پڑھتا۔ آپ جائیں اور پڑھیں شاہ صاحب فرماتے تھے کہ اس پر میں واپس آ گیا اور جنازہ میں شریک ہوا۔ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۹ نمبر ۹۸ مورخہ ۲ مئی ۱۹۴۱ء

بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود { پچھے دی ماں } کو اولیٰ ہی سے مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر پچھے دی ماں کہا کرتے تھے۔ بے تعلق سی تھی جس کی وجہ یہ تھی۔ کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی۔ اور اس کا ان کی طرف میلان تھا۔ اور وہ اسی رنگ میں رنگی تھیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔ ہاں آپ اخراجات وغیرہ باقاعدہ دیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ میری شادی کے بعد حضرت صاحب نے انہیں کہلا بھیجا۔ کہ آج تک تو جس طرح ہوتا رہا۔ ہوتا رہا۔ اب میں نے دوسری شادی کرنی ہے اس لئے اب اگر دونوں بیویوں میں برابر ہی نہیں رکھوں گا تو میں گنہگار ہوں گا۔ اس لئے اب دو باتیں ہیں: یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو۔ اور یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو۔ میں تم کو خرچ دیئے جاؤں گا۔ انہوں نے کہلا بھیجا۔ اب میں بڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی۔ پس مجھے خرچ ملتا رہے۔ میں اپنے باقی حقوق

چھوڑتی ہوں۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ چنانچہ پھر ایسا ہی ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ پھر محمدی
 بیگم کا سوال اٹھا۔ اور آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے محمدی بیگم کا نکاح
 دوسری جگہ کرادیا۔ اور فضل احمد کی والدہ نے ان سے قطع تعلق نہ کیا۔ بلکہ ان
 کے ساتھ ہی تب حضرت صاحب نے ان کو طلاق سے دی۔ خاکسار عرض کرتا ہے
 کہ حضرت صاحب کا یہ طلاق دینا آپ کے اس اشتہار کے مطابق تھا۔ جو آپ نے
 دؤمی ۸۹۱ کو شائع کیا تھا۔ اور جس کی سرخی تھی۔ اشتہار نصرت دین و قطع تعلق
 از اقارب مخالف دین۔ سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۳۳ تصنیف مرزا بشیر احمد قادیانی
 یہ کہنا۔ کہ پیش گوئی کے بعد احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کے لئے
چہ میگوئیاں کوشش کی گئی۔ اور طبع دی گئی اور خط لکھے گئے۔ یہ عجیب اور ترس
 ہیں سچ ہے انسان شدت تعصب کی وجہ سے اندھا ہو جاتا ہے دشت غرض میں
 بھی یہی حال ہو جاتا ہے۔ (للمؤلف) کوئی مولوی اس بات سے بے خبر نہ ہوگا۔ کہ اگر
 وحی الہی کوئی بات بطور پیشگوئی ظاہر فرماوے اور ممکن ہو کہ انسان بغیر کسی فتنہ
 اور ناجائز طریق کے اس کو پورا کر سکے۔ تو اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کو پورا کرنا نہ صرف
 جائز بلکہ مسنون ہے۔ حقیقۃ الوحی ص ۱۹۸ مصنفہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔
 (دونوں بیٹوں کو عاق کرنا جو بیوی کو طلاق دینا۔ رشتہ داروں سے قطع رحمی
 کرنا۔ خصوصاً بہو کو طلاق دلوانا یہ سب کچھ جائز طریقہ ہوگا۔ مگر شومی قسمت
 پیشگوئی پوری پھر بھی نہ ہوئی۔ للمؤلف)

لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت
خدائی چیلنج ہی برا ہوگا۔ اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائیگی

وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت
 ہو جائے گا۔ اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی
 زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہیت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔۔۔
 مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود جلد اول ص ۱۵۷

مجھے خدا نے یہ بتلایا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح کیا
 تو نہ اس لڑکی کے لئے یہ نکاح مبارک ہوگا۔ اور نہ تمہارے لئے۔ ایسی صورت
 میں تم پر بھانڈا نازل ہوں گے۔ جن کا نتیجہ موت ہوگا۔ پس تم نکاح کے بعد
 تین سال کے اندر مر جاؤ گے۔ بلکہ تمہاری موت قریب ہے۔ اور ایسا ہی اس
 لڑکی کا شوہر اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا۔ یہ حکم اللہ ہے۔ پس جو کرتا ہے
 کر لو۔ میں نے تم کو نصیحت کر دی ہے۔۔۔۔۔۔

آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۲ تصنیف جناب مرزا صاحب

خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان
 کے طور پر یہ پیش گوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے ایک شخص احمد میگ نام ہے
 اگر وہ اپنی بڑی لڑکی اس عاجز کو نہیں دے گا۔ تو تین برس کے عرصہ بلکہ اس
 کے قریب فوت ہو جائے گا۔ اور جو نکاح کرے گا۔ وہ روز نکاح سے اڑھائی برس

کے عرصہ میں فوت ہو گا۔ اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی ۱۸۸۶ء تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۵۲

وَيَسْأَلُونَكَ أَحَقُّ هُوَ قُلُّ اِيٍّ وَسَرِيٍّ اِنَّهُ لَحَقٌّ وَمَا
اَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ زَوْجِنَا كَمَا لَا مَبْدَالَ لِكَلِمَاتِيْ-

اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے کہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے۔ ہم نے خود اس سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا۔

اشہار دہم جولائی ۱۸۸۶ء آسمانی فیصلہ ص ۶۸ تصنیف مرزا صاحب

اطمینانِ قلب کے واسطے { پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کیلئے بار بار توجہ کی گئی۔ تو معلوم ہو گا کہ

خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔ اور بے دینوں کو مسلمان بناوے گا۔ اور گمراہوں میں ہدایت پھیلاوے گا۔ چنانچہ عربی الہام اس بارے میں یہ ہے۔

كَذَّبُوا يَا بَيْتَنَا فَكَانُوا اِيَّهَا يَسْتَهْزِؤْنَ فَيَسْئَلُونَكَ اِنَّهُمْ لَكَاذِبٌ وَوَيْدَ اِيَّاكَ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ اِنَّ رَبَّكَ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيْدُ - اِنَّتَ مَعِيَ
وَ اَنَا مَعَكَ :- یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے سے ہنسی کر

ہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ نے ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں
تمہارا مددگار ہوں گا۔ اور انجام کار اس کی اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائیگا۔
کوئی نہیں۔ جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا ب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی
ہو جاتا ہے۔ تو مرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔

اشہار مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۵۸

کسی کی یاد میں } خدا تعالیٰ نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا
کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری
کی لڑکی کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں لائے گا۔ اور وہ لوگ بہت مانع آئیں گے
اور بہت عداوت کریں گے اور بہت کوشش کریں گے۔ کہ ایسا نہ ہو۔ لیکن آخر کار
ایسا ہی ہوگا۔ اور فرمایا خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔ باکرہ
ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے۔ اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا اور
اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔
. اب اس جگہ مطلب یہ ہے کہ جب یہ پیش گوئی معلوم ہوئی۔ درابھی
پوری نہیں ہوئی تھی۔ (جیسا کہ اب تک بھی جو ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء ہے پوری نہیں ہوئی)
تو اس کے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی۔ یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت
پہنچ گئی۔ بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وہ صیت بھی کر دی گئی اس وقت گویا یہ پیش گوئی
آنکھوں کے سامنے آگئی اور یہ معلوم ہو رہا تھا۔ کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ

نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیش گوئی کی نسبت خیال کیا۔ کہ شاید اس کے اور معنی ہوں گے جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اسی حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا۔
 الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُوتَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ یعنی بات ترے رب کی طرف سے سچ ہے۔ تو کیوں شک کرتا ہے ازالہ اوہام ص ۳۹۶

بارگاہِ خداوندی میں التجا میں نے بڑی عاجزی سے خدا سے دعا کی۔ تو اس نے مجھے الہام کیا۔ کہ میں ان تیرے

خاندان کے لوگوں کو ان میں سے ایک نشان دیکھاؤں گا۔ خدا تعالیٰ نے ایک لڑکی کا نام لے کر فرمایا۔ کہ وہ بیوہ کی جاوے گی۔ اور اس کا خاندان اور باپ یوم نکاح سے تین سال تک فوت ہو جائیں گے۔ اور پھر ہم اس لڑکی کو تیری طرف لائیں گے۔ اور کوئی اس کو روک نہ سکیگا۔ کرامات الصادقین سرورق آخر۔

۴ جنوری ۱۸۹۳ مولانا محمد حسین بٹالوی کے خط کا جواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ۔ آپ

کا خط ۲۷ ستمبر ۱۸۹۳ء کو مجھ کو ملا۔ آپ نے اپنے خط کے

صفحہ ۱۰ اور ۱۱ میں اس عاجزی کی تین پیشگوئیوں کا ذکر کر کے بالآخر اس تیسری پیشگوئی

پر جو . . . میرے اشتہار . . . دس جولائی ۱۸۸۸ء میں درج ہے

اور آپ نے اقرار کیا ہے کہ اگر اس الہام کا سچا ہونا ثابت ہو جائے۔ تو آپ کو
 ملہم مان لوں گا۔ اور یہ سمجھوں گا۔ کہ میں نے آپ کے عقائد و تعلیمات کو مخالف حق
 اور آپ کو بد اخلاق اور گمراہ سمجھنے میں غلطی کی..... میں نے جو ایک پیش گوئی
 جس پر آپ نے میرے صادق اور کاذب ہونے کا حصر کر دیا۔ آپ کی خدمت میں پیش
 کی ہے یہی میرے صدق و کذب کی شناخت کے لئے کافی شہادت ہے۔ کیونکہ ممکن
 نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کذاب اور مفتری کی مدد کرے لیکن ساتھ اس کے میں یہ بھی کہتا ہوں
 کہ اس پیش گوئی کے متعلق دو پیش گوئی اور ہیں جنہیں میں اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء
 میں شائع کر چکا ہوں جن کا مضمون یہی ہے کہ خدا تعالیٰ اس عورت کو بیوہ کر کے میری
 طرف رد کرے گا۔ اب انصاف سے دیکھیں۔ کہ نہ کوئی انسان اپنی حیات پر اعتماد
 کر سکتا ہے۔ اور نہ کسی دوسرے کی نسبت دعویٰ کر سکتا ہے۔ کہ فلاں وقت تک
 زندہ رہے گا یا فلاں وقت تک مر جائے گا۔ مگر میری اس پیش گوئی میں نہ ایک بلکہ کچھ
 دعوے ہیں۔

۱۔ اول نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا۔

۲۔ دوم۔ نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا۔

۳۔ سوم۔ پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا

۴۔ چہارم۔ اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مر جانا۔

۵۔ پنجم۔ اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں۔ اس لڑکی کا زندہ رہنا۔

۶۔ ششم۔ پھر آخر یہ کہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔

اب ایمانا آپ کہیں۔ کہ کیا یہ انسان کے اختیار میں ہیں۔ اور ذرا اپنے دل کو تھام کر سوچ لیں۔ کہ کیا ایسی پیشگوئی پر جو لڑکی کے باپ کے متعلق ہے جو ۳۱ ستمبر ۱۸۹۲ء کو پوری ہو گئی۔ آپ کا دل نہیں ٹھہرتا۔ تو آپ اشاعت السنہ میں ایک اشتہار حسب اپنے اقرار کے دے دیں۔ کہ اگر یہ دوسری پیشگوئیاں بھی پوری ہو گئیں تو اپنے ظنون باطلہ سے توبہ کروں گا۔ اور دعوے میں سچا سمجھ لوں گا۔ اور اس کے ساتھ خدا تعالیٰ سے ڈر کر یہ بھی اقرار کریں۔ کہ ایک تو ان میں سے پوری ہو گئی۔ اور اگر اس پیش گوئی کے پورا ہو جانے کا آپ کے دل میں زیادہ اثر نہ ہو۔ تو اس قدر تو ضرور چاہئے۔ کہ جب تک آخر ظاہر نہ ہو۔ کف لسانی اختیار کریں۔ جب ایک پیشگوئی پوری ہو گئی۔

تو اس کی کچھ تو ہیبت آپ کے دل پر چاہئے..... بکتوبات احمدیہ جلد چہارم ص ۳۱ نوٹ۔ سر اسر غلط اور جھوٹ ہے۔ محمدی بیگم کے والد مرزا احمد بیگ مرحوم کی موت مرزا جی کی پیشگوئی کے مطابق ہرگز نہیں ہوئی۔ اگر کوئی مرزائی کھلی مجلس میں ثابت کرنے کہ لڑکی کے والد کی موت مرزا جی کی پیشگوئی کے مطابق ہوئی ہے۔ تو میں تین سو روپے انعام دوں گا۔ صل من مبارزہ؟ (از مؤلف)

- ۳۱ ستمبر ۱۹۸۳ء پیشگوئی... بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اجزاویہ میں.....
- ۱۔ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔
 - ۲۔ اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔
 - ۳۔ اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تارو ز شادی دختر کلاں فوت ہو۔

۴۔ اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تانکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی فوت نہ ہو
 ۵۔ اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورا ہونے تک فوت نہ ہو۔
 ۶۔ اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جاوے۔

اور یہ ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔
 روحانی خزائن جلد ۶۔ شہادۃ القرآن ص ۳۶۶ تصنیف جناب مرزا جی۔

۶ ستمبر ۱۸۹۲ء احمدیگ کی برطانیہ کی ایک جگہ بیاری جائے گی۔ اور خدا اس
 کو پھر تیری طرف واپس لائے گا۔ یعنی وہ آخر تیرے نکاح میں آئے گی۔ اور خدا
 سب روکین درمیان سے اٹھاوے گا۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔

مجموعہ اشتہارات مسیح موعود جلد ۲ ص ۱۷۱ تبلیغ رسالت جلد ۳ ص ۱۱۱۔ اشتہار ۱۷ ستمبر ۱۸۹۲ء
 یاد رکھو کہ عورت مذکورہ کے نکاح کی پیشگوئی اس قادر مطلق کی طرف سے ہے جس کی

باتیں ٹل نہیں سکتیں..... اللہ نے فرمایا کہ میں اس عورت کو اس کے نکاح کے بعد واپس
 لاؤں گا۔ اور تجھے دوں گا اور میری تقدیر نہیں بدلے گی اور میرے آگے کوئی بات انہونی

نہیں اور میں سب روکوں کو اٹھا دوں گا جو اس حکم کے تقاضے مانع ہوں بجا اللہ مذکور ص ۳۳
 ۲۶ دن بعد ۲ اکتوبر ۱۸۹۲ء۔ اور میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے

علیم و حکیم اگر آتھم کا عذاب جہنم میں گرفتار ہونا اور احمدیگ کی دختر
 کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان

کو ایسے طور سے ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ
 بند ہو جاوے اور اگر لے خداوند ایہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں۔ تو مجھے نامزدی

اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔ اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں

جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا ہے تبلیغ رسالت جلد سوم ص ۸۶ مجموعہ اشتہارات مسیح موعود ص ۱۱۴

رعایتی توہین لیکن بہتر ہے جاہل میعاد گزرنے کے بعد منہی کریں گے۔ اور اپنی بدنصیبی سے صادق کا نام کاذب رکھیں گے لیکن وہ دن

جلد آتے جاتے ہیں۔ کہ جب یہ لوگ شرمندہ ہوں گے اور حقی ظاہر ہوگا اور بچائی کا نور چمکے گا اور خدا تعالیٰ کے غیر متبدل وعدے پورے ہوں گے کیا کوئی زمین پر ہے جو ان کو روک سکے.... اے بد فطرتو! تم اپنی فطرتیں دکھاؤ۔ لعنتیں بھیجو۔ ٹھٹھے کرو اور صادقوں کا نام کاذب اور دروغ لکھو۔ لیکن عنقریب دیکھو گے کہ

کیا ہوتا ہے۔ عذاب کی میعاد ایک مطلق ہوتی ہے جو خوف اور رجوع سے دوسرے وقت پر بجا پڑتی ہے جیسا کہ تمام قرآن مجید اس پر شاہد ہے لیکن نفس پیشگوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی کیونکہ اس کے لئے الہام الہی میں یہ فقرہ موجود ہے کہ لا تبدیل لکلمات اللہ یعنی مری یہ بات نہرگز نہیں ٹلے گی۔ پس اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔

تبلیغ رسالت جلد سوم ص ۱۱۶ مجموعہ اشتہارات مسیح موعود ص ۱۱۴ جلد ۲

۱۹۰۱ میں۔ اور ایک حصہ پیش گوئی کا یعنی احمد بیگ کا میعاد کے اندر فوت ہونا حسب منشاء پیشگوئی صفائی سے پورا ہو گیا۔ اور دوسرے کی انتظار ہے میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ اس کو ضرور پورا کرے گا انجام آقلم ص ۳۳ حاشیہ تصنیف مرزا لیکن مرزا جی مرگئے اور یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ مؤلف۔

دنیا بامید قائم پھر میں تم سے یہ نہیں کہتا۔ کہ یہ معاملے اتنے پر ہی ختم ہو گیا۔ اور
 جو ظہور میں آیا۔ یہی نتیجہ آخری ہے۔ اور پیش گوئی کی حقیقت
 اس پر ختم ہو گئی۔ بلکہ اصل معاملہ ابھی اسی طرح باقی ہے۔ اس کو کوئی بھی کسی جگہ
 رد نہیں کر سکتا۔ اور یہ تقدیر خدائے بزرگ کی طرف سے تقدیر میرم ہے۔ عنقریب
 اس کا وقت آئے گا۔ قسم خدا کی۔ جس نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کو بھیجا۔ اور خیر الرسل اور خیر الوری بنایا۔ کہ یہ بالکل سچ ہے۔ تم جلد ہی دیکھ
 لو گے۔ اور میں اس خبر کو اپنے سچ یا جھوٹ کا معیار بناتا ہوں اور میں نے جو کہا ہے
 یہ خدا سے خبر یا کہ کہ ہے۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ انجام آتم ملک التصفیٰ مرزا جی
 کذبوا بآیتتی وکانوا یہایتھزؤن۔ فسیکفینکمھم اللہ۔ ویرتھا
 الیک۔ امرؤ من لدنا انا کنا فاعلین۔ ورجنکما الحق من ربک
 فلا تکلون من من من المستترین۔ لا یندیل لیکلمات اللہ۔ ان ربک فعال
 لما یرید۔ انا راد وھا الیک۔ انہوں نے میرے نشانوں کی تکذیب کی اور
 ٹھٹھا کیا۔ سو خدا ان کے لئے تجھے کفایت کرے گا۔ اور اس عودت کو تیری طرف واپس لائے گا۔
 یہ ہماری طرف سے ہے اور ہم ہی کرتے فاعل ہیں۔ بعد واپسی کے ہم نے نکاح کر دیا۔ تیرے رب
 کی طرف سے سچ ہے پس تو شک کرنے والوں سے مت ہو۔ خدا کے کلمے بدل نہیں کرتے۔ تیرا
 رب جس بات کو چاہتا ہے وہ بالضرور اس کو کر دیتا ہے کوئی نہیں جو اس کو روک سکے حوالہ مذکور
ناکامی کی تلخی چاہئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف (اس پیشگوئی کے) انجام
 کے منظر ہوتے۔ اور پہلے ہی سے اپنی بدگوئی ظاہر نہ کرتے۔ بھلا
 جس دن یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی۔ تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے

اور کیا اس دن یہ تمام لٹنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بے وقوفوں کو کہیں بھاگنے کی جگہ نہ دے گی۔ اور نہایت ہی صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔ اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منوں چہروں کو بندروں اور سوسوں کی طرح کر دیئے۔
روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۷۔ انجام آتم در ضمیمہ ص ۲۵ تصنیف مرزا جی

خاص تزوج اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی پہلے پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ **يَتَزَوَّجُ وَيَوْلَدُ لَهُ**۔

یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا۔ اور نیز وہ صاحب اولاد ہو گا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر نا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج جو بطور نشان ہو گا۔ اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سیدوں منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ یہ باتیں ضرور پوری ہو چکی۔ بچوالہ مذکورہ در حاشیہ

(حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ **يَتَزَوَّجُ وَيَوْلَدُ لَهُ** یعنی عیسیٰ ابن مریم جب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو شادی بھی کریں گے اور صاحب اولاد بھی ہوں گے مشکوٰۃ ص ۲۸۰ کہ غلام احمد بن جبرائیل بی۔ لہذا اسی حدیث نے منہ جی کے جھوٹے ہونے پر مہر ثبت کر دی ہے۔ اگر مرنا جی سچے ہوتے۔ تو یہ پیش گوئی ضرور پوری ہو جاتی۔ لیکن نہیں ہوئی۔ از مولف ص ۱۸۰ ج ۱ ص ۱۸۰)

بد سے بدتر ٹھہروں گا ایس ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ لے احمقو! یہ سننا

کا افترا نہیں ہے۔ نہ یہ کسی نصیحت مفتری کا کاروبار ہے۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹٹئیں۔ وہی رب ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس کی سنتوں اور طریقوں کا تم میں علم نہیں رہا۔ اس لئے تمہیں یہ ابتلا ہمیشہ آیا۔ براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے سترہ برس پہلے اس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جو اس وقت میرے پرکھو لایا ہے اور وہ یہ الہام ہے۔ جو براہین صفحہ ۴۹۶ میں مذکور ہے **يَا اَدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ يَا مَرْيَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ يَا اَحْمَدُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔** اس جگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا۔ اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے۔ پہلا نام آدم ہے وہ ابتدائی نام ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا۔ اس وقت پہلی زوجہ کا ذکر فرمایا پھر دوسری زوجہ کے وقت مریم نام رکھا۔ کیونکہ اس وقت مبارک اولاد دی جس کو مسیح سے مشابہت ملی۔۔۔۔ اور تیسری زوجہ جس کی انتظار ہے اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا۔ اور یہ لفظ احمد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت حمد اور تعریف ہوگی۔ یہ ایک چھپی ہوئی پیشگوئی ہے جس کا سراں وقت خدائے تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا۔ غرض یہ تین مرتبہ زوج کا لفظ تین مختلف نام کے ساتھ جو بیان کیا گیا ہے۔ وہ اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ تھا۔ بحوالہ مذکورہ صفحہ ۳۳۸

۱۹۰۵ میں۔ وحی الہی میں یہ نہیں تھا۔ کہ دوسری جگہ بیاہی نہیں جائے گی۔ یہ تھا کہ ضرور ہے کہ اول دوسری جگہ بیاہی جائے۔ خدا پھر اس کو تیسری طرف لائے گا۔

الحکم ۳۰ جون ۱۹۰۵ء ص ۲

یاس میں آس۔ احمد بیگ کی دختر کی نسبت جو ہمیشہ گوئی ہے۔ جو اشتہار میں درج

ہے اور ایک مشہور امر ہے۔ وہ مرزا امام الدین کی ہمیشہ زادی ہے۔ جو خط بنام مرزا احمد بیگ کمرہ فضل رحمانی میں ہے وہ میرا ہے (یہ خط ۹۰ تا ۱۰۰ پر گزر چکا ہے) اور سچ ہے۔ وہ عورت میرے ساتھ بیابھی نہیں گئی۔ مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا۔ جیسا کہ پیشگوئی میں دمج ہے۔ وہ سلطان محمد سے بیابھی گئی۔ جیسا کہ پیشگوئی میں تھا میں سچ لکھا ہوں کہ اسی عدالت میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں ہیں۔ بلکہ خدا کی طرف سے ہیں ہنسی کی گئی ہے ایک وقت آتا ہے کہ عجیب اثر پڑے گا اور سب کے ندامت سے سر نیچے ہوں گے۔ ... عورت اب تک زندہ ہے میرے کلح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔ امید کیسی؟ یقین کامل ہے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں۔ ملتی نہیں۔ ہو کر رہیں گی۔

مندرجہ بالا بیان نے چلنے کے بعد جب آپ کمرہ عدالت سے باہر تشریف لائے تو فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا زمانہ آگیا۔ لگہ ہم ہزار روپیہ بھی خرچ کرتے اور آرنڈ رکھتے۔ کہ یہ عدالت کے کاغذات میں دمج ہو جائے۔ اور اس طرح پر تین ڈپٹی گواہ ہو جائیں تو کبھی بھی نہ ہوتا۔ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور اس کی باتیں عجیب ہوتی ہیں۔ اب عدالت کے کاغذات سے کون اس کو مٹا سکے گا۔ جب یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔ کیا ان ڈپٹیوں پر اس کا اثر نہ پڑے گا۔ ضرور ہی پڑے گا۔ یہ بہت ہی اچھا ہوا۔ کہ عدالت کے کاغذات میں دمج ہو گئی۔ (مرزا غلام احمد کا حلیہ بیان۔ عدالت گورداس پور میں)

کتاب منظور الہی ص ۲۴۲ تصنیف بابو منظور الہی قادیانی

ہائے کیوں بجز کے الم میں پڑے مفت بیٹھے بٹھائے غم میں پڑے
اس کے جلنے سے صبر دل سے گیا ہوش بھی در طہ عدم میں پڑے

اشعار مرزا جی مندرجہ پیرۃ المہدی ص ۱۰۱ روایت ۲۲۸ تصنیف صلیب نژادہ مرزا بشیر احمد ام اے
مقبورہ قادیان

سرمنڈی ہونے کی تعبیر { آج خواب میں میں نے دیکھا۔ کہ محمدی بیگم جس کی نسبت پیشگوئی ہے۔ باہر کسی تکیہ میں مع چند کس کے بیٹھی ہوئی ہے اور سر اس کا شاید منڈا ہوا ہے اور بدن سے ننگی ہے اور نہایت مکروہ شکل ہے میں نے اسے تین مرتبہ کہا ہے کہ تیرے سر منڈی ہونے کی یہ تعبیر ہے۔ کہ تیرا خاوند مر جائے گا۔ اور میں نے دونوں ہاتھ اس کے سر پر اتا بیے ہیں۔ اور پھر خواب میں میں نے یہی تعبیر کی ہے اور اسی رات والدہ محمود نے خواب میں دیکھا۔ کہ محمدی بیگم سے میرا نکاح ہو گیا ہے اور ایک کاغذ مہراں کے ہاتھ میں ہے جس پر ہزار روپیہ مہر لکھا ہے اور شیرینی منگوائی گئی ہے۔ اور پھر میرے پاس خواب میں وہ کھڑی ہے (یہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوا بولف)

تذکرہ مجموعہ الہامات و کشف دروڈیا حضرت مسیح موعود ص ۱۹

نہیں منظور تھی گر تم کو الفت تو یہ مجھ کو بھی جتلیا تو ہوتا
مری دل سوزیوں سے بے خبر ہو مرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا
دل اپنا اس کو دوں یا ہوش یا جاں کوئی اک حکم فرمایا تو ہوتا

اشعار مرزا جی مندرجہ سیرۃ الہدیٰ جلد اول روایت ۲۲۸ تصنیف صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے طبیب قادیان

۲۵ جولائی ۱۸۸۳ء بروز دو شنبہ آج میں نے بوقت
صبح صادق ساڑھے چار بجے دن کے خواب میں

دیکھا۔ کہ ایک جوہلی ہے اس میں میری بیوی والدہ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہے۔ تب میں نے ایک مشک سفید رنگ میں پانی بھرا ہے اور اس مشک کو اٹھا کر لایا ہوں۔ اور وہ پانی لا کر ایک گھرے میں ڈال دیا ہے میں پانی کو ڈال چکا تھا۔ کہ وہ عورت جو بیٹھی ہوئی تھی۔ یکایک سرخ اور خوش رنگ لباس پہنے ہوئے میرے پاس آگئی۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک

جوان عورت ہے پیروں سے مرتکب سرخ رنگ لباس پہنے ہوئے ہے شاید جالی کا کپڑا ہے میں نے دل میں خیال کیا کہ وہی عورت ہے جس کے لئے اشتہار دئے تھے۔ لیکن اس کی صورت میری بیوی کی صورت معلوم ہوئی۔ گویا اس نے کہا یا دل میں کہا کہ میں آگئی ہوں۔ میں نے کہا یا اللہ آجاوے اور پھر وہ عورت مجھ سے بغلیگر ہوئی۔ اس کے بغلیگر ہوتے ہی میری آنکھ کھل گئی۔ فالحمد للہ علی ذلک تذکرہ مجموعہ الہامات و کشف رُؤیا حضرت مسیح موعود ص ۱۹۷

سبب کوئی خداوند ا بنا دے کسی صورت سے وہ عورت دکھانے

کرم فرما کے آ او میرے جانی بہت رونے ہیں اب ہم کو ہنسائے

اشعار مرزا جی مندرجہ میرۃ المہدی حصہ اول روایت ۲۷۸ تصنیف صاحبزادہ مرزا بشیر احمد لکھنؤ مطبوعہ قادیان

اور یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا۔ کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر پڑھا
آخری مایوسی گیا ہے یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس نکاح کے

ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا ہے خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اس وقت شاخ کی گئی تھی۔ اور وہ یہ کہ آیت شہا المرأۃ توئی توئی فان الہلاۃ علی عقیقہ... پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا۔ یا تاخیر میں پڑ گیا۔

حقیقۃ الوحی ص ۵۷ تصنیف جناب مرزا جی

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اسکی دوا ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے

کچھ مرزا پاپا یا میر سول! ابھی کچھ پاؤ گے تم بھی کہتے تھے کہ الفت میں مرنا ہی ہے

اشعار مرزا جی مندرجہ میرۃ المہدی حصہ اول روایت ۲۷۸ تصنیف صاحبزادہ مرزا بشیر احمد لکھنؤ مطبوعہ قادیان

جب ۱۸۸۸ء کی پیش گوئی تقریباً میں برس تک پوری نہ ہوئی۔ اور جناب
از مؤلف مرزا جی پوری طرح مایوس ہو گئے۔ تو آپ نے ۱۸۸۸ء میں کھا۔ خدا کی

طرف سے ایک شرط بھی تھی۔ جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ ایتھا المرأة
توبی توبی فان البلاد علی عقبک (مے عورت توبہ کر توبہ کر کہ مصائب تیرا پیچھا کر رہے
ہیں، بس ان لوگوں نے جب اس شرط کو پورا کر دیا۔ تو نکاح فسخ ہو گیا۔ یا تاخیر میں پڑ گیا۔
حقیقۃ الوحی ص ۵۵۔ پیش گوئی کو بار بار غور سے پڑھے۔ یہ نئی شرط وہاں نہیں ملے گی۔ اچھا
مان یا کہ تھی۔ مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جناب مرزا جی فرماتے ہیں۔ احمد بیگ کے
داماد مرزا سلطان محمد کا یہ قصور تھا۔ کہ اس نے تخیلف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پردہ
ذکی خط پر خط بھیجے گئے۔ ان سے کچھ نہ ڈرا۔ پیغام بھیج کر سمجھایا گیا۔ کسی نے ذرا التفات نہ
کی۔ اور احمد بیگ (والد محمدی بیگ) نے ترک تعلق نہ چاہا۔ بلکہ وہ سب گتخی اور استہزا
میں شریک ہوئے۔ سو یہی قصور تھا۔ کہ پیشگوئی سن کر پھر نا ط کرنے پر راضی ہو گئے جناب
مرزا صاحب کی اس عبارت سے ظاہر ہے کہ قصور یا تو محمدی بیگ کے والد کا تھا۔ جس نے
بجائے مرزا صاحب کے محمدی بیگ کا نکاح مرزا سلطان محمد سے کر دیا یا قصور ہے۔ تو
مرزا سلطان محمد کا جو محمدی بیگ سے شادی کرنے پر راضی ہو گیا۔ اور مرزا صاحب کے
خطوط اور سمجھانے کی ذرا پردہ نہ کی یا قصور ہے تو مرزا صاحب کے خاندان کا۔ جنہوں
نے مخالفت پر کمر باندھ رکھی تھی اور چاہتے تھے۔ کہ محمدی بیگ کی شادی مرزا صاحب سے
نہ ہو یا پھر قصور تھا۔ تو اللہ تعالیٰ کا (نعوذ باللہ من ذلک) کہ جس نے محمدی بیگ کا نکاح تو
مرزا جی کے ساتھ آسمان پر کر دیا۔ اور خصی کے اسباب زمین پر پیدا نہ کر سکا۔ اور توبہ کئے
محمدی بیگ! کیوں؟ کس بات پر؟ پھر یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ کسی عورت کا گناہوں سے
توبہ کرنے سے نکاح کیوں فسخ ہو جاتا ہے اور وہ شوہر پر کیوں حرام ہو گئی۔ کھولنے فقہ
کی کوئی کتاب اور پڑھے باب النکاح۔ کیا وہاں کوئی ایسی دفعہ موجود ہے۔ کہ اگر بیوی گناہوں

سے تائب ہو جائے تو وہ شوہر پر حرام ہو جاتی ہے پھر یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ ایسا
 المرأة توبی توبی فان البلاد علیٰ عقبان اے عورت توبہ کر کہ مصائب تیرا بیچھا کر رہے
 ہیں جب تائب ہوئی تو مصائب سے نجات ملی مگر کس صورت میں؟ نکاح کے فسخ ہو جانے
 میں۔ اگر وہ توبہ نہ کرتی۔ تو جناب مرزا صاحب کی زوجیت میں رہتی۔ اور ام المؤمنین
 کا لقب پاتی۔ تو کیا یہ بات اس کے واسطے باعثِ فخر اور رحمت تھی۔ یا مصیبت؟
 اے عورت توبہ کر۔ مصیبت تیرا بیچھا کئے ہوئے ہے۔ وہ مصیبت اور بلا کیا تھی؟ ظاہر
 ہے کہ وہ خود جناب مرزا جی ہی تھے۔ جو تقریباً بیس برس سے بیچاری کے چھپے پڑے ہوئے
 تھے۔ تشہیرِ دعویٰ نکاح اور الہامِ بانی میں لگے رہتے تھے۔ اور اس میں کیا شک ہے۔ کہ
 ایک نوجوان اور خوب روڑی کی کا پچاس سالہ بوڑھے اور مجمع الامراض کے نکاح میں
 آنا یہ اس کے واسطے سب سے بڑی مصیبت اور بلا نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ خیر اللہ تعالیٰ
 نے توبہ کی توفیق دی تو بیچاری کی جان چھوٹی۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

غیر مرزائی حضرات کی خدمت میں عموماً اور مرزائی حضرات کی خدمت میں
 خصوصاً عرض ہے۔ کہ آدمی چھ آنے کی مٹی سے بنی ہوئی ہانڈی خریدتا ہے تو بار بار
 اسے دیکھتا ہے اور انگلی سے بجا کر معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کہ کہیں یہ کچی اور ٹوٹی
 ہوئی تو نہیں۔ اور اگر خود کچھ نہیں رکھتا۔ تو کسی بچے دار کو دیکھنے کے مشورہ ضرور کر لیتا ہے
 تو کیا یہ انصاف ہے کہ جب ایمان کی باری ہو۔ تو اندھا دھند آنکھیں بند کر کے سودا
 بازی شروع کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَلَا تَحْبِبْنَ اللّٰهَ مُخْلِطٍ وَعَدِہٖ رُسُلُہٗ
 اِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۱۳۷﴾ تو جملہ ہرگز ہرگز گمان نہ کر۔ کہ خدا اپنے رسولوں
 سے کئے ہوئے وعدہ کا خلاف کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ غالب اور منتقم ہے۔

کسی انسان کو ذاتی طور پر علم غیب حاصل نہیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی بشر کو کسی پوشیدہ بات پر مطلع کر دے۔ پس جو شخص کسی آئندہ بات کی قبل از وقوع خبر دے۔ اس کے متعلق دو ہی خیال ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ اس نے رفتار حالات کو ملحوظ رکھ کر شجر کے استمراری واقعات کی بنا پر قیاس آرائی کی ہے۔ دوسرا یہ کہ اسے براہ راست یا بالواسطہ کسی مخبر صادق نے اطلاع دی ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی انسان کی قیاس وغیرہ سے دی ہوئی خبر ٹھیک نکل آئے جیسا کہ بعض منجوں، راولوں کی پیشگوئیاں صحیح ثابت ہو جاتی ہیں۔ مگر یہ ان کے صادق اور منجانب اللہ ہونے پر دال نہیں ہوتیں۔ اور یہ امر جناب مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے۔ چنانچہ مرزا جی فرماتے ہیں۔ کسی شخص کا محض سچی خوابوں کا دیکھنا۔ یا بعض سچے الہامات کا مشاہدہ کرنا یہ امر اس کے کمال پر دلیل نہیں ہے۔ حقیقۃ الوحی ص ۱۱ تصنیف مرزا جی۔

پھر مرزا جی ۱۰۔ اسی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں۔

بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور حرام خورد اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں۔ اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض خورد میں جو قوم کی چوہڑی۔ یعنی بھٹکن تھیں جن کا پیشہ مردار کھانا اور ارتکاب جرائم کام تھا۔ انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں اس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کبیر جن کا زنا کاری کام تھا۔ ان کو دیکھا گیا۔ کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہو گئیں اور بعض ایسے ہندوؤں کو بھی دیکھا۔ کہ نجاست شرک سے طوٹ اور اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ بعض خوابیں ان

کی جیسا کہ دیکھا گیا۔ ظہور میں آگئیں۔ حقیقہ۔ الوحی صہ تصنیف مرزا جی
جو کچھ مرزا جی نے فرمایا ہے یہ سب کچھ ہو سکتا ہے مگر یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ خدائے
عالم الغیب کی بتلائی ہوئی بات غلط ہو جائے۔ جیسا کہ پہلے میں عرض کر چکا ہوں اللہ
تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فَلَا تَخْتَبِعَنَّ إِلَهًا مَّخْفِيَةً وَعَدِيَّةً رَسُولًا بَطَلًا۔ ہرگز ہرگز گمان
نہ کر۔ کہ خدائے تعالیٰ اپنے رسولوں سے کئے ہوئے وعدہ کا خلاف کرے گا۔ اور یہ
مرزا جی بھی مانتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ ممکن نہیں کہ خدائی پیشگوئی میں کچھ تخلف
ہو۔ روحانی خزائن جلد ۲۳۔ چشمہ معرفت ص ۹۱ تصنیف جناب مرزا جی۔
لہذا ہم بلکہ ہر دانا انسان یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ جس مدعی الہام کی کوئی
پیشگوئی غلط ثابت ہو جائے تو وہ خدا کا ظہور اور مخاطب نہیں بلکہ مفتری علی اللہ
ہے۔ کیونکہ خود مرزا جی کو بھی یہ مسلم ہے فرماتے ہیں۔ ممکن نہیں کہ نبیوں کی کوئی
پیشگوئیاں ٹل جائیں۔ رسالہ کشتی نوح صہ روحانی خزائن ص ۱۹ تصنیف مرزا جی۔
امام الزماں میں ہوں در روحانی خزائن جلد ۱۳ ضرورۃ الامام ص ۲۹۵ تصنیف مرزا جی
امام الزماں کی الہامی پیشگوئیاں اظہار علی الغیب کا درجہ رکھتی ہیں یعنی غیب کو ہر ایک
پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتی ہیں جیسا کہ چابک سوار گھوڑے کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے۔
روحانی خزائن جلد ۱۳ ضرورۃ الامام ص ۲۸۳ تصنیف مرزا جی
میں اپنے ذاتی تجربے سے کہہ رہا ہوں کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت ہر دم اور ہر لحظہ
بلا فصل ظہور کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے دائیۃ کلمات اسلام ص ۹۳ تصنیف مرزا جی
بد خیال لوگوں کو دماغ ہو کہ ہمارا کذب صدق جانچنے کے لئے ہمارا پیشگوئی سے بڑھ کر
اور کوئی محک (کسوٹی) امتحان نہیں ہو سکتا دائیۃ کلمات اسلام ص ۲۸۳ تصنیف مرزا جی

پس ہم سب پہلے مرزاجی کی پیشگوئیاں دیکھتے ہیں۔ اگر ان میں بعض سچی ہیں۔ تو یہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ قیاس وغیرہ سے کی گئی ہوں۔ لیکن اگر ان میں ایک بھی تھوٹی ہے تو یقیناً وہ مرزاجی کے مفتری علی اللہ ہونے کی قطعی دلیل ہے۔ چنانچہ مرزاجی راقم ہیں۔ کسی انسان (خاص کر مدعی الہام) کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا لکنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔ روحانی خزائن جلد ۱۵۔ تریاق القلوب ص ۲۸۵ تصنیف مرزاجی مرزاجی یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر ثابت ہو کہ میری سو پیشگوئی میں سے ایک بھی تھوٹی نکلی ہو تو میں اقرار کر دوں گا۔ کہ میں کاذب ہوں اربعین نمبر ۵۵ حاشیہ تصنیف مرزاجی میں بھی دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کی سو متحدی آمیز پیشگوئیوں میں سے اگر ایک بھی سچی ہو جائے تو میں مرزاجی کو سچا سمجھوں گا۔ مرزاجی نے محمدی بیگم والی پیشگوئی کو اپنے صدق و کذب کا معیار ٹھہرایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں میں اس خبر خدا کی بیگم والی پیشگوئی کو اپنے سچ یا جھوٹ کا معیار بناتا ہوں۔ اور میں نے جو کچھ کہا ہے یہ خدا سے خبر پا کر کہا ہے۔ انجام آتم تصنیف جناب مرزاجی۔ مگر اسی پیشگوئی کا جو حشر ہوا ہے آپ حضرات سے پوشیدہ نہیں۔ کیا اب بھی مرزاجی کے جھوٹے ہونے میں کوئی شک باقی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں فتدیر موایا ولی الکا کتاب ط

تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزارا ہے مجھے کسی تقریب

الہام بکر و تثیب } سے محمد حسین بٹالوی کے مکان پر جلنے کا اتفاق ہوا اس نے مجھ سے دریافت کیا۔ کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے۔ میں نے اس کو یہ الہام مہنایا۔ جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا ہوں اور وہ یہ ہے کہ بکر و تثیب جس کے معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا کا ارادہ ہے

کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام ہو
 بکر کے متعلق تھا۔ پورا ہو گیا اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار لپس اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ
 کے الہام کی انتظار ہے۔ روحانی خزائن جلد ۵ ص ۲۷۲ تصنیف جناب فرزا جی (مرزا جی
 کی کسی بیوہ سے آخر دم تک شادی نہیں ہوئی۔ الہام سراسر قلم ثابت ہوا ہے از مؤلف)

تیسری شادی کی آرزو اور بانی ارادہ میں جوش { انخوم مولوی

نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جو عنایات خداوند کریم
 جل شانہ کے اس عاجز کے شامل حال ہیں۔ ان کے باسے میں ہمیشہ یہی دل چاہتا ہے۔ کہ
 اپنے دوستوں سے کچھ اس میں سے بیان کرتا رہوں اور حکم داتا بنعمۃ ربک فقد کثرت
 تحدیث نعمت کا ثواب حاصل کروں۔ سو آپ سے بھی جو میرے مخلص دوست ہیں۔ ایک
 راز بشیگونی کا بیان کرتا ہوں شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا۔ کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا
 کہ ایک فرزند قوی الطاقین۔ کامل الظاہر والباطن تم کو عطا کیا جائے گا۔ سو اس کا نام
 بشیر ہوگا۔ اب تک میرا قیاسی طور پر خیال تھا۔ کہ شاید وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ
 سے ہوگا۔ اب زیادہ تر الہام اس بات میں ہو رہے ہیں۔ کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں
 کرنا پڑے گا اور جناب الہی میں یہ بات قرار پا چکی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرت
 اہلیہ تمہیں عطا ہوگی وہ صاحب اولاد ہوگی..... اب مخفیین آنکھوں کے اندھے امرا
 کرتے ہیں کہ کیوں اب کی دفعہ لڑکا پیدا نہیں ہوا..... مگر میری دانست میں اس لڑکے کے
 تولد سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ تیسری شادی ہو جائے۔ کیونکہ اس تیسری شادی
 میں اولاد ہونے کے اشارات پائے جاتے ہیں۔ غالباً اس تیسری شادی کا وقت نزدیک

ہے۔ اب دیکھیں کہ کس جگہ ارادہ ازل نے اس کا ظہور مقرر کر رکھا ہے۔ الہامات اس بارہ میں کثرت سے ہوئے ہیں۔ اور ربانی ارادہ میں کچھ جویش سا پایا جاتا ہے۔۔۔۔۔

(تذکرہ ملک امکتوبات احمدیہ جلد ۵ نمبر ۲) خاکسار غلام احمد جون ۱۸۸۶ء

ان دنوں اتفاقاً نئی شادی کے لئے دو شخصوں نے تحریک کی تھی۔ مگر جب ان کی نسبت استخارہ کیا گیا۔ تو ایک عورت کی نسبت جواب ملا کہ اس کی قسمت میں ذلت و محتاجی اور بے عزتی ہے اور اس لائق نہیں کہ تمہاری اہلیہ بنے اور دوسری کی بابت ارشاد ہوا۔ کہ اس کی شکل اچھی نہیں۔ بحوالہ مذکور

مکہمی اخویم مولوی نور الدین صاحب۔۔۔ عنایت نامہ پہنچا۔ اس عاجز نے جو آپ کی طرف لکھا تھا۔ وہ صرف دوستانہ طور پر اسرار الہیہ پر مطلع کرنے کی غرض سے لکھا گیا۔ کیونکہ اس عاجز کی یہ عادت ہے کہ اپنے احباب کو ان کی قوت ایمانی بڑھانے کی غرض سے کچھ کچھ امور غیبیہ بتا دیتا ہے اور اصل حال اس عاجز کا یہ ہے کہ جب اس تیسرے نکلح کے لئے اشارہ غیبی ہوا ہے۔ تب سے خود طبیعت متفکر و متروک ہے اور حکم الہی سے گریز کی جگہ نہیں۔ مگر بالطبع قارہ ہے (خدا جلنے نامرد ہو چکے ہوں گے از مولف) اور ہر چند اول اول یہ چاہا۔ کہ یہ امر غیبی موقوف رہے۔ لیکن متواتر الہامات و کشف اس بات پر دلالت کر رہے ہیں۔ کہ یہ تقدیر مبرم ہے والسلام۔

خاکسار غلام احمد۔۔۔ میں جون ۱۸۸۶ء (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲)

براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے سترہ برس پہلے اس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جو اس وقت میرے پر کھولا گیا ہے اور یہ الہام ہے جو براہین کے صفحہ ۹۶ء میں مذکور ہے یا داسکن انت وزوجك الجنة۔ ویامر یواسکن انت وزوجك الجنة۔ ویامر یواسکن انت وزوجك

الجنتہ اس جگہ تین جگہ زرج کا لفظ آیا ہے اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے پہلا نام آدم یہ ابتدائی نام ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا۔ اس وقت پہلی زوجہ کا ذکر فرمایا۔ پھر دوسری زوجہ کے وقت میں مریم نام رکھا کیونکہ اس وقت مبارک اولاد دوی گئی جس کو مسیح سے مشابہت ملی۔ اور تیسری زوجہ جس کا افتخار ہے اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا۔ اور یہ لفظ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت حمد اور تعریف ہوگی۔ ایک تیسری ہوئی پیش گوئی ہے جس کا سر اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا۔

انجام آقہ منہ ۳۳ تصنیف مرزا جی (یہ تحریر مرزا جی کی جنوری ۱۸۹۷ء میں شائع ہوئی تھی) رسالہ تکریم تیسری شادی مرزا جی کی نہیں ہوئی۔ اور تیسری شادی کے تمام تر الہامات سرسری لفظ ثابت ہوئے ہیں اور مرزا جی کا یہ کہنا کہ ارادہ ربانی میں کچھ جوش سا پایا جاتا ہے وہ جوش ایسا ٹھنڈا ہوا کہ شادی نہ ہوئی۔ اور مرزا صاحب اس حسرت کو قبر میں لے گئے (امٹوف جلد اول) **بابرکت خواتین اور ان سے اولاد** پھر خدائے تعالیٰ کریم جشانہ نے مجھے بشارت دیکر فرمایا۔ کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا۔ اور خواتین مبارک سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پاتے گا۔ تیری نسل بہت ہوگی۔ جموں اشہارات مرزا صاحب جلد اول (حالانکہ مرزا صاحب کے اس اعلان کے بعد کوئی خواتین مبارک تو درکنار غیر مبارک بھی مرزا جی کے نصیب نہیں ہوئی..... اور نہ ہی مذکورہ خواتین مبارک سے مرزا جی کی نسل بہت ہوئی حافظ عبدالرحمن) جناب مرزا جی کا محمدی بیگم سے شادی کا شوق اور کسی بیوہ سے شادی کی تمنا اور تیسری شادی کی خواہش، مگر شومے قسمت نے محمدی بیگم سے شادی ہوئی نہ کسی بیوہ سے نکاح ہوا۔ اور نہ تیسری شادی کی حسرت پوری ہوئی۔ ناکامی پر ناکامی۔ کسی نے خوب کہا ہے سے اے میرے باغ آرزو کیسا ہے باغ ٹٹے تو کلیاں تو گو ہیں چار سو کوئی کلی کھلی نہیں

ٹاؤن شپ میں واحد مرکزی دینی درسگاہ

مَدْرَسَةُ مَخْرَجِ الْعُلُومِ

نزد قبرستان 1-B/9 ٹاؤن شپ۔ لاہور فون ۶۲۷۲۸۲۲

مدرسہ ہذا میں تعلیم حاصل کرنے کے واسطے دور دراز سے

آنے والے غریب الیاء مسافر طلباء و طالبات کی

صدقہ زکوٰۃ، فطرانہ، چرمہائے قربانی اور نضلی خیرات کی

دل کھول کر بھر پور امداد کریں۔ اللہ تعالیٰ آپکے اموال میں بکریٹ اور

آپکی خیرات کو قبول فرمادیں اور دین پر چلنے کی مزید توفیق بخشیں

حضرت امین - لاہور
بانی و نائیب امیر
اساتذہ عالیہ
مفتی و صدر مدرس
جامعہ مدنیہ کرم یار کٹہ لاہور شہر

مفتی محمد شفیع



سید انور حسن شاہ
مفتی محمد امجد علی شاہ
مفتی محمد امجد علی شاہ
مفتی محمد امجد علی شاہ

میرزا غلام الغفران صاحب
میرزا غلام الغفران صاحب
میرزا غلام الغفران صاحب
میرزا غلام الغفران صاحب

صدر مخبرن تشکیل احمد خاں مہتمم مدرسہ ابن سیر حجاز عبد الرحمن مظفر گڑھی

نماز تفتی

مع اضافات الاحادیث

مترتب؛ حضرت خیر محمد صاحب جالندھری
مولانا

اضافہ

حافظ شفیق الرحمن قاسمی

مکتبہ سیرت

مخزن العلوم، بی ون ٹاؤن، شب الہدیٰ

فون: ۸۴۴۶۲

دو چشم من فدائے چار گوهر علی وفاطمہ زینب و شہیرہ و شہرہ

توہین حسین رضی اللہ عنہ

مذہبوں کے نام بحجواب ان کے مفیڈ امام حسین کا مقام

تالیف
ابن سرور ابو الشہید حافظ عبد الرحمن منظر گڑھی

مکتبہ سروریہ

مخزن العلوم ۹ بی ون ٹاؤن شپ لاہور

فون: ۸۴۴۷۶۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایک پمفلٹ میری نظر سے گزرا جس کا عنوان تھا امام حسین علیہ السلام کا مقام
 مسیح موعود (مرزا جی) کے اپنے الفاظ میں اس پمفلٹ کا طویل و عرض تقریباً اسی
 سطریں ہیں جس میں گیارہ سطر میں زید سے متعلق ہیں اور انیس سطروں میں امام
 حسین علیہ السلام کی عام راستبازی کا تذکرہ ہے اور باقی سچاس سطروں میں
 (مرزا جی) کی اپنی کن ترانیاں ہیں۔ اس میں تاویانی صاحبان نے یہ وجہ بیان نہیں کی
 کہ آخر اس پمفلٹ کے لکھنے کی کیوں ضرورت پیش آئی؟ اصل بات یہ ہے کہ
 مرزا جی نے اپنی نبرت کی پٹری جملے کے لیے جن بزرگ ہستیوں کو اپنی
 سخت گوئی اور توہین کا نشانہ بنایا ہے۔ ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 اہل بیت پر نہایت ناروا حملے کیے ہیں خصوصاً سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کی وہ توہین کی اور مذاق اڑایا ہے کہ جس پر نہ صرف اہل اسلام بلکہ ہر مذہب کے
 شریف انسان نے مرزا جی کا نوٹس لیا کہ آپ نے ان بے گناہوں کو صدیوں بعد کچھ
 اس قسم کے کلمات سے یاد کیا کہ زید بھی شرمائے۔ اس پر مرزائی احباب بہت بوکھلائے
 اور عوام کو اندھیرے میں رکھتے ہوئے اس قسم کا غیر متعلق پمفلٹ شائع کر دیا۔ میں
 دلی خیر خواہی کے ساتھ مرزا جی کا اصل مسلک ان کے اپنے الفاظ میں آپ کے سامنے
 رکھ دیتا ہوں۔ آپ اپنے ضمیر سے خود فیصلہ طلب کریں۔

مرزا جی نے لکھا ہے، حسین..... سچ ہے کہ وہ بھی خدا کے راستباز
 بندوں میں سے تھے لیکن ایسے بندے تو کوڑھادیا میں گزر چکے ہیں اور خدا جانے
 کہ آگے کس قدر رہیں گے۔ خدا کے تمام نبیوں نے میری تعریف کی (مرزا جی کی)
 ہے اور مجھے تمام انبیاء کا منظر مٹھرا ہے۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین کو
 مجھ سے کیا نسبت ہے.... خدا اور رسول نے مجھے فضیلت دی ہے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے؟

کہ قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کی گواہی سے مسیح موجود (یعنی مرزا جی) حسین سے افضل ہے۔ حسین کو یہ شرف بھی نصیب نہ رہا کہ وہ موت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے تریب و دفن کیا جاتا (شاید مرزا جی مدعا اقدس کے اندر دفن ہوئے ہوں گے۔ از مؤلف) قرآن شریف نے تو امام حسین کو تہ اہنیت (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہونے) کا بھی نہیں دیا بلکہ نام بھی نہ لکھ کر نہیں (شاید مرزا جی کے نام کی کوئی مستقل سورت نازل ہوئی ہوگی۔ مؤلف)..... امام حسین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا قرآن شریف کی نص صریح کے برخلاف ہے۔ (پھر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نمود بائیس بہت بڑی غلطی ہوئی کہ آپ نے فرمایا ہذا ان ابنای حسن اور حسین میرے بیٹے ہیں۔ مؤلف) حق تو یہ ہے کہ قرآن شریف نے اس تعلق کو جو امام حسین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہ پسر و دختر ہونے کے تھا۔ نہایت ہی ناچیز کر دیا (معاذ اللہ۔ مؤلف)

(ردحالی خزائن جلد ۸ از نزول المسیح ص ۴۲۳ تا ص ۴۲۸ تصنیف مرزا)

ناظرین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ مرزا جی کے نزدیک امام حسین رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا (نمود بائیس) قرآن شریف کے حکم کے تو خلاف ہے حالانکہ امام حسین رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے اور نواسہ بھی بیٹا ہی ہوتا ہے جیسے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ہذا ان ابنای یردون حسن اور حسین میرے بیٹے ہیں مگر مرزا جیوں کے نزدیک مرزا جی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا قرآن شریف کی نص صریح کے عین مطابق ہے چنانچہ مرزا جی کے فرزند بشیر احمد بی لے اپنی کتاب الکلمۃ العفضل کے ملہ پر لکھتے ہیں:-
ماں وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اکھوتا بیٹا (یعنی مرزا غلام احمد) جس کے نام پر رسولوں نے ناز کیا تھا وہ زمین پر اترا تو امت محمدیہ کی بھیڑیں اس کے لیے بھیڑیں

بن گئیں۔

کربلا نیست میر حسد آنم صد حسین است و در گریبانم
کربلا ہر وقت میری میر گام ہے۔ ترجمین میری آستین میں ہے
(در زمین فارسی مجہد عاشق مرزا جی ص ۲۲۴)

کیا تو اس (حسین) کو تمام دنیا سے زیادہ پرہیزگار سمجھتا ہے۔ تم نے امام حسین کو
تمام مخلوق سے افضل سمجھا ہے جو خدا نے پیدا کیے ہیں۔ گویا لوگوں میں وہی ایک آدمی
تھا اور اس کو خدا نے پاک کیا اور غیر ناپاک ہیں۔ یہ تو بتلاؤ کہ اس (حسین) سے تمہیں
دینی فائدہ کیا پہنچا ^{۱۸}/_{۴۹} حسین کو مجھ (مرزا جی) سے کچھ زیادت نہیں۔ میں خدا کا کشتہ
ہوں اور تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے ^{۱۹۳}/_{۸۱}۔

مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیوں کہ مجھے ہر ایک وقت میں
خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے مگر تم دشت کربلا کو یاد کرو اب تک روتے ہو
پس سوچ لو (ص ۱۸) ردحانی خزائن جلد ۱۹ عجاز احمدی تصنیف مرزا جی)

اسے قوم شیعہ! اس پر امرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ
سچ کتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا جی) ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔

(ردحانی خزائن جلد ۱۸ ادانغ البلاء ص ۲۲۳ تصنیف مرزا)

تم نے اس کشتہ سے مدد چاہی جو نو میدی میں مر گیا ^{۱۹۳}/_{۸۱} تم نے خدا کے
جلال اور مجد کو بھلا دیا ہے اور تمہارا درد صرف حسین ہے پس یہ اسلام پر ایک
مصیبت ہے۔ کتوری کی خوشبو کے سامنے گوہ (پاخانہ) کا ٹر صوبے ^{۱۹۴}/_{۸۱}
(ردحانی خزائن جلد ۱۹ عجاز احمدی تصنیف مرزا)

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک خادمہ جس نے صاحبزادہ بشیر احمد کو اٹھایا ہوا
تھا۔ اس کو کسی شخص نے کوئی کام کرنے کے لیے کہا۔ اس نے جواب دیا میں

ابھی یہ کام نہیں کرتی۔ اس نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا۔ حضرت مسیح موعود کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا۔ میری یہ اولاد شمارِ اللہ میں داخل ہے۔ اس عورت کو جس نے سچا ٹھٹھایا ہوا تھا جس نے مارا ہے اس نے شمارِ اللہ کی ہتک کی ہے پس جو خدا تعالیٰ کے نشانات ہوں ان کی تعظیم کرنی چاہیے

(تقریر مفتی محمد صادق صاحب قادیانی جلسہ سالانہ مندرجہ اخبار الفضل)

۸ فروری ۱۹۲۳ء

مرزا جی کے نزدیک ان کی اولاد شمارِ اللہ میں داخل ہے تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت حسین علیہ السلام شمارِ اللہ میں داخل نہیں؟ اور اگر جس عورت نے مرزا جی کے لڑکے کو ٹھٹھایا ہوا ہے اسے تھپڑ مارنے سے شمارِ اللہ کی بے حرمتی ہوئی تو حضرت حسین علیہ السلام کی تحقیر سے شمارِ اللہ کی بے حرمتی کیوں نہیں ہوتی؟

مرزا جی کا خاص الزام ہے اخراج منہ الیٰ نذیون یعنی نادیاں میں زیدی لوگ پیدا کیے گئے ہیں حتیٰ کہ مرزا جی کی تحقیق کے بموجب چودہویں صدی کا دمشق بھی نادیاں ہے گویا اس زمانہ کے زید کا صدر مقام ہے۔ زید تو اس درجہ بدنام ہے ہی لیکن اس جسارت کا کیا انجام ہے جسے آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی

یہ گھر جو بہ رہا ہے کہیں تیرا ہی گھر نہ ہو

حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی توبہ بین

بلائے ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صواعق محرقة کے ص ۱۸۸ پر لکھا ہے

کہ تیسرا دن اعلان ہوا عضو الانبساط کمر حتیٰ تجوز فاطمة الزہراء

د سب اپنی اپنی اسٹیمیں بند کریں کیوں کہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی سواری گزر رہی ہے
خود سیدہ نے فرمایا تھا کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میرا جنازہ رات کے
اندھیرے میں لے جانا کہ دن کی روشنی میں۔ تاکہ کسی کی نظر میرے جنازے پر
بھی نہ پڑے۔

لیکن مرزا جی نے کھلے کہ ایک دفعہ میں مغرب کی غاندے فارغ ہوا تو اس
وقت نہ مجھ پر زیند طاری تھی اور نہ ہی کوئی بے ہوشی کے آثار تھے بلکہ میں بیدار ہی کے
عالم میں تھا۔ اچانک سامنے ایک آواز آئی اور آواز کے ساتھ دروازہ کھٹکھٹانے
لگا۔ عقورٹی دیو کے بعد دیکھتا ہوں کہ دروازہ کھٹکھٹانے والے جلد ہی جلد ہی میرے
قریب آسے ہیں۔ یہ پہنچتے ہی پاک تھے یعنی علی ساتھ اپنے دونوں بیٹیوں کے اور
فاطمہ الزہراء اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم..... اور دیکھتا ہوں کہ فاطمہ الزہراء نے میرا
سر اپنی ران پر رکھ دیا۔ (نعوذ باللہ من ذلک۔ مؤلف) آئینہ کالات اسلام ۵۴۹
کیا کوئی شخص اس چیز کو برداشت کر سکتا ہے اور اس کی بیٹی، بیوی اور
والدہ ان کی موجودگی میں نامحرم کا سر اپنی ران پر رکھنے کے واسطے تیار ہے۔ خواہ بیٹا
سمجھ کہ ہی سہی یا یہ بے غیرتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم، علی کرم اللہ وجہہ، امام حسن
حسین علیہما السلام اور سیدہ خاتون جنت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے واسطے
روایتی (نعوذ باللہ من ذلک)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین

پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑا اور اب نئی خلافت لا۔ ایک زندہ علی (مرزا جی)
تم میں موجود ہے۔ اس کو تم چھوڑتے ہو اور سروہ علی تلاش کرتے ہو۔

(ملفوظات احمدیہ جلد دوم ص ۱۴۲ مطبوعہ ربوہ)

تمام اہل بیت کی توہین!

و قال عليه الصلوة و السلام انا مدينة العلم و علي بابها من امراد العلم فلياته من بابہ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کے دروازہ ہیں جو علم حاصل کرنے کے ارادے شہر میں آتا ہے اسے دروازے ہی آنا پڑے گا۔

مذکورہ حدیث شریف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علم پر نچتہ شہادت ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کا فقیہ ہونا اور حدیث و قرآن کے معارف جاننے میں تمام صحابہ میں آپ کا شمار صفت اول میں ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے:-

سئلونی ما شئتم حدیث اور قرآن سے متعلق جو سوال آپ چاہیں، مجھ سے کریں۔ میں اس کا جواب دوں گا۔

لیکن مرزائیوں کی جبارت دیکھیے لکھتے ہیں:-

یہ سوال کہ حضرت علی نبی کیوں نہ ہوئے اور دیگر اہل بیت (یعنی حضرت حسن حسین رضی اللہ عنہما اور ان کی اولاد در اولاد میں سے آج تک کسی) نے یہ مرتبہ کیوں نہ پایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی یا دیگر اہل بیت کامل طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم اور معارف کے وارث ہوئے۔۔۔۔۔۔ ضرور وہ بھی نبوت کا درجہ پاتے (انجمن الفضل قادیان، ۱۷ اپریل ۱۹۱۶ء)

ناظرین کرام! حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر اہل بیت کو نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم اور معارف کے کامل وارث نہ تھے۔ ہاں مرزا غلام احمد قادیانی مزور تھے۔ چنانچہ مرزا جی لکھتے ہیں۔

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا وارث، اس کے خلق کا وارث، اس کے علم کا وارث اور اس کی روحانیت کا وارث ہوں اور نبوت کا۔

(روحانی خزائن جلد ۱۱ ایک غلطی کا ازالہ ۲۱۴ تصنیف مرزا جی)

اب میں آپ کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل بیت کا صحیح مقام حدیث شریف کی روشنی میں پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ یہ آپ کے شکستہ دل کے واسطے باعث سکون اور تازہ زخموں کے لیے مرہم ثابت ہوگا۔

عبدالرحمن عفی عنہ

نوٹ: مناقب اہل بیت علیہم السلام کے متعلق جو حدیثیں لکھی گئی ہیں، ان کا ماخذ ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف اور قطب زماں عالم ربانی محبوب سبحانی سید پر عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب غنیۃ الطالبین اور علامہ جلال الدین سیوطی کی کتاب تاریخ الخلفاء ہے۔

علاوہ ازیں یہ بھی یاد رہے کہ طوالت کے خوف سے متن یعنی نفس حدیث اور اس کے صرف لفظی ترجمہ پر اکتفا کرتے ہوئے مزید تشریح وغیرہ کو چھوڑ دیا ہے۔

لہذا، نامہ حسہ مناقب اہل بیت ان شاء اللہ جلد ہی چھپ کر شائع ہو جائے گا۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز صبح کے
 وقت ایک سیاہ نقش دار کلمی اوڑھے
 باہر تشریف لاتے (غالباً صحن مکان)
 کہ آپ کی خدمت حسن بن علی حاضر ہوئے
 آپ نے ان کو کلمی کے اندر بٹھایا۔ پھر حسین
 آئے ان کو بھی آپ نے کلمی کے اندر بٹھا
 لیا پھر فاطمہؓ آئیں آپ نے ان کو بھی کلمی
 میں بٹھایا پھر علیؓ آئے اور آپ نے
 ان کو بھی کلمی کے اندر داخل کر لیا اور یہ
 آیت پڑھی۔ اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ
 الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔
 یعنی اے اہل بیت خداوند تعالیٰ یہ چاہتا
 ہے کہ تم سے گناہوں کی ناپاکی دور کر دے
 اور تم کو پاک و صاف کر دے۔

وعن عائشة قالت
 خرج النبي صلى الله
 عليه وسلم غداة وعليه
 مرط مسح من
 شعر اسود فجاء الحسن
 بن علي رضي الله عنه
 فادخله ثم جاء الحسين
 فادخل معه ثم جاءت
 فاطمة فادخلها ثم
 جاء علي فادخله ثم
 قال انما يريد الله
 ليذهب عنكم الرجس
 اهل البيت ويطهركم
 تطهيرا۔

رواه مسلم

و عن ام سلمة قالت
 قال رسول الله صلى الله
 عليه وسلم لا يحب
 عليا منافق ولا يبغضه
 مؤمن من سب عليا
 فقد سبني

وقال عليه الصلوة
 والسلام اللهم من كنت
 من لا فعلى ولا اله
 وال من الاله و عاد
 من عاداه

وقال عليه الصلوة
 والسلام فاطمة بضعة
 مني فمن اغضبها اغضبني
 وفي رواية بين يدي ما
 ارا بها من يوذيني ما
 اذا ما

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ علیؑ سے منافق کو محبت
 نہ ہوگی اور مؤمن کو بغض، اور جس نے
 علیؑ کو گالیاں دیں اس نے دراصل
 مجھے گالیاں دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 اے اللہ جس کا میں دوست ہوں
 علی بھی اس کا دوست ہے اے اللہ
 اس شخص کو دوست رکھ جو علی کو دوست
 رکھے اور اس کو دشمن جان جو علی کا دشمن ہو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 کہ فاطمہؑ میری گوشت کا ٹکڑا ہے جس
 شخص نے فاطمہ کو غضب ناک کیا
 اس نے مجھے غضب ناک اور ایک
 روایت میں ہے جو چیز فاطمہ کو پریشان
 کرتی ہے وہ چیز مجھے بھی پریشان کرتی

ہے اور تکلیف دیتی ہے مجھے وہ چیز
جو فاطمہ کو تکلیف دیتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علی،
فاطمہ اور حسن حسین کی نسبت فرمایا جو
شخص ان سے ٹپے میں اس سے
ٹرنے والا ہوں اور جو شخص ان سے
مصالحت رکھے میں اس سے مصالحت
رکھنے والا ہوں۔

یحییٰ بن عمیر کہتے ہیں کہ میں نے
حضرت عائشہ صدیقہ سے دریافت
کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب
سے زیادہ محبت کس سے تھی آپ
نے فرمایا فاطمہ سے۔ میں نے پوچھا درود
میں سے کس سے تھی؟ انہوں نے فرمایا
حضرت علی سے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا فاطمہ بہشت کی عورتوں

وقال عليه الصلوة
والسلام لعلی و فاطمة
والحسن والحسين ابناء
حرب لئن حاربهم و
سلم لئن سالمهم

و عن جبيع بن عمير
قال سألت عن عائشة
امی الناس کان احب الی
مرسول الله صلی الله علیه
و سلم قالت فاطمة
فقيل من الرجال قالت
نحوها

وقال عليه والسلام
ان فاطمة سيدة نساء

کی سردار ہے اور حسن حسین ہشت کے
نوجوانوں کے سردار ہیں۔

اهل الجنة وان الحسن
والحسين سيدا شباب
اهل الجنة

حضرت برابر فرماتے ہیں میں نے
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ
حسن بن علی آپ کے کندھے پر تھے
اور آپ یہ فرما رہے تھے کہ اے اللہ
میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی
اس سے محبت فرما۔

عن البراء قال
سأيت النبي صلى الله
عليه وسلم والحسن
ابن عليّ عليّ عاتقه
يقول اللهم اني احبه
فاحبه

حضرت ابی بکر سے روایت ہے
کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھا کہ آپ منبر پر تھے اور حسن بن
علی آپ کے پہلو میں تھے۔ آپ ایک
مرتبہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور
اور دوسری مرتبہ حضرت حسن بن علی
چاہتے اور فرماتے جاتے میرا یہ
بیٹا سید ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس

وعن ابی بکر قال
سأيت رسول الله صلى
الله عليه وسلم على
المنبر والحسن ابن
عليّ الى جنبه وهو يقبل
على الناس مرة وعليه
اخرى ويقول ان ابني
هذا سيد ولعل الله ان

یصلح بین نعتین
 عظمتین من المسلمین
 کے ذریعہ مسلمانوں کے دو عظیم فرقوں کے
 درمیان صلح کرادے۔ (بخاری)

یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت
 کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے۔ اور حضرت امیر معاویہ
 رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ قریب تھا کہ دونوں کے
 گروہوں کے درمیان خونریز لڑائی ہو۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے
 خلافت حضرت امیر معاویہ کے سپرد کر دی اور خود دست بردار ہو گئے
 آپ کے اس حسن کردار سے دو مسلمان گروہوں میں قتل و غارت بند
 ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اس فعل، اور صلح کرنے
 کی تعریف فرمائی ہے۔

لیکن بشیر الدین محمود احمد ابن مرزا غلام احمد قادیانی کی جہارت دیکھتے
 کہ جب امت مرزائیہ میں بوجہ بشیر الدین کے بدکردار زانی، شرابی،
 لوطی ہونے کے اختلاف ہوا اور بشیر الدین سے مطالبہ ہوا کہ خلافت
 سے دست بردار ہو جاؤ تو بشیر الدین نے کہا کہ میں
 ”میں اتفاق کی خاطر اس خلافت سے دست بردار
 ہو جاتا مگر میرے سامنے حضرت امام حسن کا واقعہ ہے کہ
 جب انہوں نے خدا کی دی ہوئی نعمت سلطنت کو ترک

کرنے کے امیر معاویہ کے سپرد کر دیا تو ان کی ناشکری کے طفیل خدا تعالیٰ نے ہمیشہ کے لیے ان کے خاندان سے سلطنت چھین لی۔ یہ ہی وجہ ہے کہ آج تک ان کے خاندان میں کوئی بھی بادشاہ نہ ہوا۔
(المہدی ص ۳۱۲ - ۳۱۴)

ساری دنیا میری (یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد کی) دشمن اور جان کی پاسبی ہو جاتی جو کہ زیادہ سے زیادہ یہی کرتی کہ میری جان نکال لیتی تو میں آخری دم تک اس بات پر قائم رہتا اور کبھی خدا کی دی ہوئی نعمت کے روکنے کا خیال بھی میرے دل میں نہ آتا کیونکہ یہ غلطی بڑے بڑے خطرناک نتائج پیدا کرتی ہے۔“ (ص ۱۱)

”ایک دفعہ انہوں نے (امام حسنؑ نے) خدا کی نعمت کو چھوڑا، خدا تعالیٰ نے کہا اچھا اگر تم اس نعمت کو قبول نہیں کرتے تو پھر تم میں سے کسی کو یہ نعمت نہ دی جائے گی۔ چنانچہ پھر کوئی سید بادشاہ نہیں ہوا..... امام حسن نے خدا کی دی ہوئی نعمت واپس کر دی جس کا نتیجہ بہت تلخ نکلا، تو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو روک کر نا کوئی معمولی بات نہیں“ (ازارِ خلافت ص ۲۴)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حسن بن علی کو اپنے کندھے پر اٹھائے تھے تھے کہ ایک شخص نے عرض کیا اے لڑکے کیسی اچھی سواری ہے جس پر تو سوار ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور وہ سوار بھی تو اچھا ہے۔

حضرت علی سے روایت ہے کہ حسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ ہیں شکل میں سر سے لے کر سینہ تک اور حسین حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ ہیں شکل میں سینہ سے لے کر پاؤں تک۔

حضرت انس سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت حسن اور حسین

عن ابن عباس قال
كان رسول الله صلى الله
عليه وسلم حاصل
الحسن ابن علي عاتقه
نعم المركب ما كبت
يا غلام فقال النبي
صلى الله عليه وسلم
و نعم البر اكب هو
و عن علي قال الحسن
اشبه رسول الله صلى
الله عليه وسلم ما بين
الصدر الى الراس و
المسین اشبه النبي
صلى الله عليه وسلم
ما كان اسفل من ذلك
و عن انس قال لم
رأى احد اشبه بالنبي

صلی اللہ علیہ وسلم من
الحسن ابن علی و قال
فی الحسین ایضاً کان
اشبهہم ب سول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
وعن انس قال کنت
عند ابن زیاد فجمی
بر اس الحسین فجعل
یضرب بقضیب فی
انفه و یقول ما مایت
مثل هذا حسنا فقلت
اما انه کان اشبهہم
بو سول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم

وعن اسامة بن زید
قال طرفت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم

شکل و صورت میں حضور صلی اللہ
علیہ وسلم سے بہت مشابہ
تھے۔

حضرت انس سے روایت ہے
کہ میں عبد اللہ ابن زیاد کے پاس
بیٹھا ہوا تھا کہ حسینؑ کا سر مبارک
لایا گیا۔ ابن زیاد آپؑ کی ناک میں
لکڑی مارتا جاتا تھا اور یہ کہتا جاتا تھا
کہ اس طرح کا حسن میں نے نہیں
دیکھا۔ میں نے کہا حسینؑ حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کی شکل و صورت میں
بہت مشابہ تھے۔

اور حضرت اسامہ بن زید سے
روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں
ایک دفعہ رات کے وقت ذاتی کام

ذات لیلۃ فی بعض الحجاب
 فخرج النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم و هو
 مشتمل علی شیء لا
 ادبرہی ما هو فلما فرغت
 من حاجتی قلت ما هذا
 الذی انت مشتمل علیہ
 فکشفہ فاذا الحسن و
 الحسین علی و ماکیہ
 فقال هذا ابنی
 و ابن بنتی اللهم انی
 احبہما فاحبہما و احب
 من یحبہما

عن انس قال سئل
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ

کہیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
 خدمت اقدس میں حاضر ہوا جنکو
 صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف
 لائے۔ آپ ایک چیز کے اندر
 غالباً کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے
 پس جب میں اپنی حاجت سے فارغ
 ہوا تو میں نے عرض کیا حضور یہ کیا لپٹے
 ہوئے ہیں۔ آپ نے وہ چیز نکھول
 دی یعنی کپڑا اٹھایا تو آپ کی دونوں
 ہاتھوں میں حسن حسین تھے آپ نے
 فرمایا یہ دونوں میرے اور میری
 بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ میں
 ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی
 ان سے محبت کر اور جو شخص ان
 سے محبت کرے اس سے بھی محبت کر۔

حضرت انس سے روایت
 ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے

سوال ہوا کہ اہل بیت میں سے آپ
کو سب سے زیادہ کون پیارا ہے
آپ نے فرمایا حسن اور حسینؑ۔ آپ ان
دونوں کو بلاتے جب وہ آپ کے
پاس آتے، آپ ان کے بدن کو
سونگھتے یعنی بوسہ دیتے اور گلے لگاتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
حسن اور حسینؑ دنیا میں میرے دو پھول
ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ
سے ہوں۔ جس نے حسینؑ سے محبت
کی اللہ اس سے محبت کرے۔

حضرت برید سے روایت ہے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے
و غلط فرما رہے تھے کہ حضرت

و سلم اہی اهل بیتك
احب اليك قال الحسن
والحسين و كان يقول
لفاطمة ادعی لی ابني
فیضمهما و يضمهما الیه
(ترمذی ص ۵۴)

و قال علیہ الصلوٰة
و السلام ان الحسن
والحسين هما ریحانا ی
من الدنيا

و عن بریدة قال
و السلام حسین منی
و انا من حسین احب
الله من احب حسینا

و عن بریدة قال
كان رسول الله صلی الله
علیه وسلم یخطبنا

عس اور حین سرخ کرتے پتے ہوئے
 آگے چلتے تھے اور گر پڑتے تھے
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو
 منبر پر اپنے سونے بٹھایا اور فرمایا،
 اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا تمہارا مال
 اور اولاد فقہ یعنی آزمائش میں
 نے دیکھا کہ یہ دونوں بچے چلتے ہیں
 اور گر پڑتے ہیں تو مجھ سے صبر نہ ہو
 سکا یہاں تک کہ میں نے اپنی بات
 کو قطع کیا اور ان دونوں کو اٹھایا۔

ترمذی ۴۴۵

ام فضل بنت حارث سے
 روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں
 حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ

اذا جاء الحسن والحسين
 عليهما قيصان احمران
 يمشيان و يعثران
 فنزل رسول الله صلى
 الله عليه وسلم من
 المنبر فحملهما و وضعهما
 بين يديه ثم قال
 صدق الله انما آمنوا لكم
 و ان لاؤدكم فتنة نظرت
 الى هذين الصبيين يمشيان
 و يعثران فلما صبر
 حتى قطعت حديثي
 و رعتهما

عن ام الفضل انها
 دخلت على رسول
 الله صلى الله عليه وسلم
 فقالت يا رسول الله

عنہ و سلم انی مرایت
 حلما منک الیلة قال
 و ما صی قالت انه شدید
 قال و ما صی قالت
 مرایت کان قطعة من
 جسدک تطعت و
 وضعت فی حجری
 فقال مر سول الله صلی
 الله علیہ و سلم مرایت
 خیر | تلد فاطمة ان شاء
 الله فلا ما یکن من
 حبرک فولدت فاطمة
 الحسین نکان فی حجری
 کما قال مر سول الله صلی
 الله علیہ و سلم قد خلعت
 یوما علی مر سول الله
 صلی الله علیہ و سلم

میں نے آج رات بہت بُرا خواب
 دیکھا ہے آپ نے فرمایا کیا ہے میں
 نے کہا وہ بہت ڈراؤنا خواب ہے
 آپ نے فرمایا بتاؤ سہی۔ میں نے کہا
 میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے جسم مبارک سے
 ایک ٹکڑا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھ
 دیا گیا۔ آپ نے فرمایا تو نے بہت
 اچھا خواب دیکھا۔ ان شارہ فاطمہ
 ایک ٹکڑا کاٹنے لگی جو سب سے
 پہلے تیری گود میں آئے گا چنانچہ
 حضرت فاطمہؑ کے ہاں جب حضرت
 حسینؑ پیدا ہوئے میں وہیں تھی۔
 سب سے پہلے میں نے حضرت
 حسینؑ کو گود میں اٹھایا جیسا کہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا پھر
 ایک دفعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کی خدمت میں حاضر ہوئی اور

فرضعتہ فی حبسہ ثم
 کانت منی التفاتہ فاذا
 عینا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم تھریقان
 الدرع قالت فقلت
 یا نبی اللہ بابی انت
 و امی مالک قال اتانی
 جبریل علیہ السلام
 فاخبرنی ان امتک
 ستقتل ابنی هذا
 فقلت هذا قال نعم و
 اتانی بتربة من تربة
 حساء

حضرت حسین کو آپ کی گود میں رکھ دیا
 اور دوسری طرف دیکھنے لگی اچانک
 میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور
 آپ رو رہے ہیں میں نے عرض کیا
 میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں
 لے لے اللہ کے پیارے نبی یہ کیا بات
 ہے یعنی آپ کیوں رو رہے ہیں
 آپ نے فرمایا ابھی ابھی جبریل سے
 پاس آئے تھے انہوں نے مجھے بتایا
 کہ عنقریب تیری امت تیرے اس
 بیٹے کو قتل کر دے گی۔ میں سمجھوں
 کیا کہ اس بیٹے یعنی حسین کو۔ آپ نے
 فرمایا ہاں۔ اور میرے پاس اس
 حکم کی مٹی بھی لائے تھے جہاں قتل
 کیا جائے گا وہ وہ سرخ مٹی تھی

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے
 کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ
 میرے گھر تشریف فرما تھے کہ اچانک
 امام علی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ
 تشریف لائے۔ میں اس وقت دیکھ
 رہی تھی کہ امام حسین رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم کے سینہ مبارک پر کھیل رہے
 ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ
 مبارک میں تھوڑی سی مٹی ہے اور
 آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں
 اسی اثنا میں امام حسین چلے گئے تو میں
 نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے
 ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ یہ
 کیا بات تھی جو میں نے دیکھی کہ آپ
 کے دست مبارک میں تھوڑی سی
 خاک تھی اور آپ آنسو بہا رہے تھے
 تو آپ نے جواب دیا کہ جب میں نے

امام حسینؑ کو اپنے سینہ مبارک پر
 کھیلنے دیکھا تو بہت خوشی ہوئی۔ اسی
 وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف
 لائے اور مجھے تھوڑی سی مٹی دے
 کر کہا کہ یہ اس سرزمین کی مٹی ہے جہاں
 حضرت امام حسین شہید ہوں گے،
 تو اس خبر کو سن کر میرے آنسو بھی
 جاری ہو گئے۔

ترمذی نے سلمیٰ سے روایت
 کی ہے کہ میں حضرت سلمہ کے پاس
 گئی تو آپ کو دو تے دیکھا۔ میں نے
 وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ
 میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے
 سر اور دائرہ ہی مبارک خاک آلود ہو رہے
 ہیں۔ میں نے عرض کیا یا حضرت!
 کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا میں

عن سلمیٰ قالت دخلت
 علی ام سلمة و هی تبکی
 فقلت ما یبکیک قالت
 مرایت رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم ف
 المنام و علی ما اسہ و
 لحیتہ التراب فقلت
 مالک یا رسول اللہ قال
 شہدت قتل حسین انفا

عن ابن عباس انه
قال ما ايت النبي صلي
الله عليه وسلم فيما
يسمى النائم ذات يوم
بنصف النهار اشعث
اغبر بیده قام و سرة
فيه دم فقلت يا جبر
انت و امی ما هذا قال
دم الحسين و امحابه
لم انزل التقطه منذ
اليوم فاحصى ذلك
الوقت فاجل قتل ذلك
الوقت

شہادتِ حسینؑ ابھی دیکھ کر آیا ہوں۔
بیتقی نے دلائل میں ابن عباس
سے روایت ہے کہ میں نے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دوپہر
کے وقت دیکھا کہ آپ خاک آلود
تشریف لے جا رہے ہیں اور آپ
کے دست مبارک میں نشیستی ہے
جس میں خون ہے۔ میں نے عرض کیا،
یرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں
یہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ حسین
اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے
کہ میں آج تمام دن اسے جمع کرتا
رہا ہوں۔ ہم نے وہ دن شمار کیا تو
عین شہادت کا دن تھا.....

یہ دن ماہِ محرم جو کہ ہمارے سالِ نو کا پہلا مہینہ ہے۔ اس
کی دسویں کا دن ہے۔ اس دن کو یومِ عاشورا کہتے ہیں۔ یہ دن بڑی

فضیلت کا دن ہے۔ یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوحِ قلم، عرش و کرسی زمین و آسمان، چاند سورج اور ستارے پہاڑ اور دریا اسی دن پیدا فرمائے جبریل اور تمام فرشتے اسی دن پیدا ہوئے۔ حضرت آدم ابراہیم اور عیسیٰ علیہم السلام اسی دن پیدا ہوئے۔ آدم علیہ السلام جنت میں اسی دن داخل ہوئے اور اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب دشمنوں نے آگ میں ڈالا یا نارا کئی نبیوں کے داناں سَلَامًا عَلٰی اٰبِیْہِیْمِ کہہ کر جلنے سے نجات دی اور آگ کو باغ بنایا، وہ یہی دن تھا۔

فرعون ملعون کو اللہ تعالیٰ نے سمندر میں غرق کر کے بنی اسرائیل اور موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے ظلم سے نجات اسی دن دی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ اسی دن قبول ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو پادشاہی اور حضرت یوب علیہ السلام کو بیماری سے شفا اسی دن ملی۔ سب سے پہلے زمین پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور آسمان سے بارش اسی دن برسی اور قیامت اسی دن قائم ہوگی۔ (غنیہ)

یہ وہ دن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عاشورہ کے دن کاروزہ رکھا اس کو ساٹھ برس روزہ رکھنے کے برابر کا ثواب، دس ہزار فرشتوں کی عبادت کا ثواب، دس ہزار شہیدوں کی شہادت

دس ہزار حاجیوں کے حج کرنے کا ثواب ملتا ہے۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے عاشورہ کی رات
 عبادت میں گزار دی اسے اللہ تعالیٰ ساٹھ برس کی عبادت کا ثواب
 عطا فرماتے ہیں۔

اور جس نے عاشورہ کے دن کسی یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ
 پھیرا، سر کے بالوں کی تعداد کے برابر نیکیاں ملیں گی اور ہر نیکی کے بدلے
 میں ایک درجہ بہشت میں بلند ہوگا اور جس نے اس دن کسی بھوکے
 مسلمان کو کھانا کھلایا اسے تمام امت محمدیہ (صلی ما جہا الصلوٰۃ و
 السلام) کو کھانا کھلانے کے برابر ثواب ملے گا۔

اور جس نے اپنے اہل و عیال کو عاشورہ کے دن پیٹ بھر کے
 اچھے سے اچھے کھانے کھلانے کے لئے تمام سال اللہ تعالیٰ اس کی روزی فراخ
 کرے گا۔

اور جو شخص اس دن غسل کرے گا تمام سال تندرست رہے گا۔
 یہ وہ دن ہے جس میں امام عالی مقام جناب امام حسین رضی اللہ
 عنہ میدان کربلا میں بے دردی سے شہید کر دیے گئے۔ آپ کی شہادت
 کا واقعہ بہت دردناک اور طویل طویل ہے کوئی انسان اس کے سننے کی
 طاقت نہیں رکھتا۔

آپ کے ساتھ آپ کے اہل بیت میں سے سولہ آدمی شہید ہوئے
 اور ساتھیوں سمیت بہتر۔
 آپ کے نقش مبارک کی بے حرمتی کی گئی اور اس پر بارہ گھوڑے
 دوڑا کے اسے روند گیا۔

شہید کرنے سے پہلے آپ کے سامنے مستورات کے نیچے
 کو آگ لگا دی گئی اور آپ کے دو صاحب زادے اصغر اکبر اور تمام
 ساتھی شہید کر دیے گئے سب کے بعد آپ کی شہادت واقع ہوئی۔
 جب آپ کی شہادت واقع ہوئی تو سات دن تک دنیا سیاہ رہی۔
 دیواروں پر دھوپ کا رنگ نہ بھرا رہا۔ ستارے ایک دوسرے پر
 ٹوٹ کر گرتے رہے چھ مہینے تک برابر آسمان کے کنارے سرخ
 رہے۔

اور یہ بھی روایت میں ہے کہ اس دن بیت المقدس کے جس پتھر
 کو اٹھاتے تھے اس کے نیچے سے تازہ خون نکلتا تھا اور یہ بھی ہے کہ
 جس دن آپ کی شہادت ہوئی۔ ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے جو قیامت
 تک آپ کی مظلومیت پر روتے رہیں گے۔

حصہ اول

پچھوانے بڑی بات

یعنی

مرزا جی کی زبان سے

حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق

توہین آمیز کلمات

تالیف

ابن سرور ابو الشہید حافظ عبد الرحمن مظفر گڑھی

مکتبہ سروریکہ

مخزن العلوم ۹ بی ون ٹاؤن شپ لاہور

فون: ۸۴۲۷۲۲

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں کے

انمول موتی

تالیف
ابن سرور ابوالشہید حافظ عبدالرحمن منظر گڑھی

مکتبہ سرور گڑھی

مخزن العلوم ۹ بی ون ٹاؤن شپ لاہور

فون: ۸۴۴۷۶۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جو نہی میں اپنے ایک جان پہچان کے مرزائی دوست کی دکان کے سامنے سے گزرا۔ اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا، حافظ صاحب! آپ کی کتاب چھوٹا منہ پڑھی بات، ابھی تک نہیں پھپی؟

مجھی نہیں! ان شاء اللہ الخرزہ عنقریب پھپ جلتے گی۔ میں نے جواباً کہا۔ میرا یہ جواب سن کر اس نے مسکراتے ہوئے کہا، حضرت مرزا صاحب کے ایک مرید نے حضرت صاحب سے کہا کہ کل ایک آدمی نے میرے سامنے آپ کو بڑا بھلا کہا میرے جی میں آیا کہ اسے جان سے مار دوں اور صفحہ ہستی سے مٹا دوں۔ اس پر حضرت صاحب نے اسے بازو سے پکڑ لیا مگرے میں لے گئے اور الماری کا دروازہ کھول کر جو خطوط سے بھری ہوئی تھی دکھا کر فرمایا، دیکھو یہ سارے خطوط مجھے مخالفوں کی طرف سے موصول ہوئے ہیں جن میں سوائے گالیوں کے اور کچھ بھی نہیں مگر میں نے جواباً گالیاں دینا تو کجا بڑا تک بھی نہیں مانا اور تو اس قدر بے صبر ہو کہ اسے جان سے ہلاک کرنے پر تمل آیا۔

یہ کہانی سنا کر اس نے مرزا جی کا ایک شعر پڑھا۔

گالیاں سن کر دماغ دیتا ہوں
دعہ ہے جوش میں اور غیظ کٹایا ہم نے

۸۲
میں نے کہا، حضور! یہ باتیں انہیں سنائیں جنہوں نے مرزا جی کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا۔ میں ان انمول موتیوں سے خوب واقف ہوں جو مرزا جی کے دہن اقدس سے نکلے ہیں۔ اس پر وہ دوست جی نہیں ہی نہیں کی زٹ لگانے لگا اور میں وہاں سے چلتا بنا۔

حقیقت یہ ہے کہ جب ہم مرزا جی کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جی کو گالیاں دینے کا خاص چسکا تھا، مشیت از خردارے مرزا جی کے منہ سے نکلے ہوئے چند انمول موتی اپنے دوست کی خدمت میں ہدیہ کرتا ہوں۔

۷۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف

مرزا جی اپنے ہم عصر علماء سے مخاطب ہیں:۔
اے بد ذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو پھپھاؤ گے
کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے
ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہ عوام
کا لالہ نام کو بھی پلایا مدعا بعض خلیفہ طبع مولوی جو یہودیت کا
غیر اپنے اندر رکھتے ہیں..... دنیا میں سب جانداروں سے
زیادہ پلیدا در کراہمت کے لائق خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید
وہ لوگ ہیں جو حق اور دیانت کی گواہی کو پھپھاتے ہیں۔ اے مردار

خوار مولیو! اور گندی روحو! تم پر افسوس..... اسے اندھیرے کے کٹیرو..... تم جھوٹ مت بولو اور وہ نجاست نہ کھاؤ جو عیسائیوں نے کھائی ہے۔ ۳۰۵۔ اسے نادانو، احمقو، آنکھوں کے اندھو، مولویت کو بدنام کرنے والو..... یہودیوں کے لیے تو خدا نے اس گدھے کی مثال لکھی ہے جس پر کتابیں لہی ہوتی ہیں مگر یہ (مولوی) خالی گدھے ہیں اور اس شرف سے بھی محروم ہیں جو ان پر کوئی کتاب ہو (۳۳۰ تا ۳۳۱)

نالائق مولیوں کو ذلت پر ذلت نصیب ہوئی..... نفاق نود..... یہودی سیرت مولوی ذلیل ہو گئے تلو ب ملعونہ (پھسکار کے ہونے دل (۲۲۴) انجام آتم) اسے بد بخت مفتر لو! ۳۲۲۔ یہ جاہل اور وحشی فرقہ اب تک کیوں شرم اور حیا سے کام نہیں لیتا..... خدا نے مخالف مولیوں کا منہ کالا کیا (انجام آہم ۳۲۲) اسے بے ایانہ! نیم عیسائیو، و جاہل کے ہمراہیو! اسلام کے دشمنو! تمہاری..... ایسی عیسی ہے (مجموعہ اشتہارات مرزا ج ۲ ص ۴۹) بعض مولوی دنیا کے کتے (استغفار ۱۲۸ روحانی خزائن جلد ۱۱) کم بخت متعصب (سراج منیر ج ۱۲ ص ۱۲۸ روحانی خزائن) نابکار مولوی (تحفہ گولڑویہ ج ۱۴ ص ۹۴ روحانی خزائن) شریر کتوں کی طرح

تزیان القلوب ص ۲۴۳، ۱۲۸، ۱۵۷ روحانی خزائن) دنیا پرست
 فطرتی بدذات، سیاہ دل اور شیریں مولوی (ضیاء الحق ص ۲۸۵
 جلد ۹) اسے شیریں مولوی اور ان کے چلیو غزنی کے ناپاک سکھو!
 (حوالہ مذکور ص ۲۹۱) اسے نادانوار سفیہو! (نور الحق ص ۲۵۲ جلد ۸)
 بے ایمان اور اندھے مولوی ص ۳۰۶ تقویٰ اور دیانت سے دور
 (ص ۳۰۷ انجام آتمم)

مولانا شہداء اللہ مرحوم کو گالیاں

ابو جہل (تمہ حقیقتہ الوسی ص ۲۵۸) کفن فروش سخت بے
 حیاتی بے سجدے بولا کتوں سے بتر بے درجہ بھونکتا ہے ص ۱۳۲ مچھر،
 بچھو، خمل (بھٹنا) ص ۱۹۵ بکواس کرتا ہے ص ۱۵۶ مولوی تنہا، اللہ پر دس
 لعنتیں لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت،
 لعنت، لعنت، لعنت تک عشرۃ کاملہ یہ پوری دس ہوئیں اعجاز احمدی
 ص ۱۲۹ روحانی خزائن جلد ۱۹ کتے مردار خوار ص ۲۵ ضمیمہ انجام آتمم

مولانا سعد اللہ مرحوم کو گالیاں

لعین، ناستق، شیطان، ملعون، سفیہوں کا لطفہ، بدگو، نجیث،

مفسد، منحوس، متکبر، تیرانہنض خبیث گھوڑا ہے، زانیہ کے بیٹے، نامراد
 خدا تعالیٰ نے اس کی بیوی کے رحم پر مہر لگا دی (۲۲۲/۲۲۴ حقیقۃ الوحی) شیطان
 فطرت، نادان، عدوالدین (دین کا دشمن) ۱۷۱ انوار الاسلام جلد ۹،
 روحانی خزائن) ہندو زادہ، شقی، خبیث طینت، فاسد القلب فطرتی
 خبیث، محض جاہل، ہندو زادہ بد فطرت، نامراد، ذلیل، رسوا کے گاہ
 مولانا محمد حسین بیالوی کو گالیں (۵۸/۵۹ انجام آہم)

”ظالم یعنی محمد حسین اپنے ہاتھ کاٹے گا اور اپنی شرارتوں سے روکا جائے گا
 شیخ بے ادب، تیز مزاج نے سراسر ظلم اور ناحق پسندی کی خصلت ظاہر
 کی ۳۲۶/۸۴ شرم، شرم، شرم..... شازخا (بجو اسی) بے ہودہ ۳۲۶/۸۴ کینہ
 شرارتی، بد زبان، منفردی، بھونکا، پلید، بے جیا، گندہ زباں، سفلہ (کینہ)
 سراسر جبار و تہذیب کا مخالف ۲۲۶/۱۳۲ روحانی خزائن جلد ۱۵ اتریاں القلوب
 بڑے میاں بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ حضرت مسیح موعود
 کے ہم عمر مولوی محمد حسین بیالوی بھی محققان کے والد کا جس وقت نکاح ہوا
 ان کو اگر حضرت اقدس مرزا کی حیثیت معلوم ہوتی اور وہ جانتے کہ میرا ہونے
 والا بیٹا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکل اور ہوندا یعنی مرزا جی کے
 مقابلہ میں وہی کام کرے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں

ابو جہل نے کیا تھا تو وہ اپنے آگے تناسل کو کاٹ دیتا اور اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا۔"
(الفضل ۲ نومبر ۱۹۲۲ء بیان مرزا محمود)

مولانا عبدالحق غزنوی کو گالیاں

اُسے بذاتِ سیودھی صفت..... اسے خبیث سمجھ کر لعنت کھا گئی ۳۲۹
جھوٹ کی جو نجاست پادریوں نے کھائی عبدالحق اور عبد الجبار غزنوی وغیرہ
مخالف مولویوں نے بھی وہی نجاست کھائی ۲۹۔ اس زمانے کے ظالم مولوی
..... خاص کر رئیس الدبجالیں عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ علیہم نعال لعن
الف الف مرة۔ ان کے منہ خدا کی لعنتوں کے لاکھ جوتے پڑیں ۳۳۔ اسلام
کے بدنام کرنے والے غزنوی گروہ جو امرتسر میں رہتے ہیں..... سوچو کہ یہ سیاہ
دل فرقہ غزنویوں کا کس قدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے (۳۳۲)۔
یہ معلوم یہ جاہل اور وحشی فرقہ اب تک کیوں شرم اور حیا سے کام نہیں لیتا...
کیا اب تک عبدالحق کا منہ کالا نہیں ہوا کیا اب تک غزنویوں کی جماعت پر
لعنت نہیں پڑی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو دولت کی رو سیاہی
کے اندر غرق کر دیا ۳۳۲۔ اسے کسی جنگل کے وحشی ۳۳۳۔ اسے اسلام کی
عار مولویو! ذرا آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ کس قدر تم نے غلطی کی ہے جہالت
کی زندگی سے تو موت بہتر ہے (۳۳۲)۔ اسے پلید و جال..... تعصب کے

خوار نے تجھے اندھا کر دیا ﴿۲۲﴾ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردہ
 کہا رہے ہیں ﴿۳۰۹﴾ اب عبدالمعق سے ضرور پوچھنا چاہئے کہ اس کا وہ مہاٹے
 کی برکت کا بیٹا کہاں گیا اندر ہی اندر تحصیل پا گیا (یعنی حل ہو گیا) یا پھر رحمت
 قہقری (واپس ہو کر) لطف بن گیا ﴿۳۱﴾ اب تک تو اس کی بیوی کے پیٹ
 سے چر با بھی پیدا نہیں ہوا ﴿۳۱﴾ (انجام آتم تصنیف مرزا جی)

اب ہم عبدالمعق کی طرف رجوع کرتے ہیں ﴿۲۰۲﴾ یہ تیری حماقت لے
 کلب العناد (ضدی کہتے) اے نادان ﴿۲۰۶﴾ خدانے تیرا منہ کالا کیا ﴿۲۰۵﴾
 بچو اس متکبر ﴿۲۰۶﴾ اے شریر، اے غزنی کے بندر ﴿۲۱﴾ تو کتوں
 کی طرح ہے بلالہ فطرت کا لہجی (اجڑ) دل کا سفید (دکینہ) بہت بک بک
 کرنے والا ﴿۲۱﴾ ان پر خدا کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت اور تمام نیک
 مردوں کی لعنت اور یہ آسمان کے نیچے بدترین خلاق ہیں اگر چہ اپنے تئیں
 مولوی کر کے پکاریں ﴿۲۱﴾ اے جنگلی شیطان، اے دجال ﴿۲۱۹﴾ اے کذاب
 اے احمقوں کے فضلے (پاخانے) ﴿۲۲﴾ تو نے بدکاروں کی طرح اپنی
 زبان دراز کی اے دیو (شیطان) ﴿۲۳۲﴾ میں تیرے نفس میں علم اور
 عقل نہیں دیکھتا اور تو تو خنزیر کی طرح حملہ کرتا ہے اور گدھوں کی طرح آواز
 نکالتا ہے اور تو نے بدکاروں کی طرح نفس (ناچ کیا) تو سب سے بڑا
 فاسق (بد معاش) ہے ﴿۳۳۵﴾ کتا دانست پینے والا ﴿۲۳۴﴾ اے مردار

کے کتے $\frac{۲۳۸}{۹۴}$ لیتیم (کینہ) بدگو۔ بد خو، ابلیس، بیسوں کا وارث۔ شقی،
چمکاڈر کی طرح اندھا $\frac{۲۴۰}{۹۹}$ کتوں کی طرح مہونکنے والا $\frac{۱۰۳}{۱۰۳}$ روحانی خزان
جلد ۱۲ حجتہ اللہ۔

سر مر علی شاہ صاحب کو گالیاں

”کذاب (بڑا جھوٹا) غبیث، بچھو کی طرح نیش زن (ڈنگ چلانے والا)
اے گولڑہ کی سرزمین تو طعون کے سبب طعون ہو گئی، کھینہ، فرومایہ، گمراہی
کاشیخ، سیاہ دل، دیو، بد بخت جھوٹا $\frac{۱۸۸}{۱۸۸}$ بکواسی اس کی پلید کتاب
(سیف چشتیائی) گویا پانخانہ ہے (اعجاز احمدی $\frac{۱۹۲}{۱۹۲}$)
مرگیا بد بخت اپنے وار سے کٹ گیا سراپنی ہی تلوار سے
کھل گئی ساری حقیقت سیف کی کم کرداب ناز اس مردار سے
(روحانی خزان $\frac{۴۰۲}{۱۸۸}$)

اے نادان..... ان لعنتوں کو کیوں آپ نے ہضم کیا جو درحالت سکوت
ہماری طرف سے آپ کی نذر ہوئیں..... بے جیا کا منہ ایک ہی ساعت
(منٹ) میں سیاہ ہو جاتا ہے $\frac{۲۴۰}{۴۴}$ یہ گوہ کھانا ہے اے جاہل بے جیا $\frac{۴۴}{۴۴}$
اگر مر علی کو کچھ شرم ہوتی تو اس چوری کا لڑکھلنے سے مر جاتا.... شوخ بے جیا
 $\frac{۲۴۵}{۴۴}$ تو نے کفن دزدوں کی طرح ناقابل شرم چوری کی نہ صرف چور بلکہ کذاب

ڈبڑا جھوٹا، مہی..... اس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر وہی نجاست پر صاحب
کے منہ میں رکھ دی جیہ (روحانی خزائن جلد ۱۸ نزول المسیح)

شیعہ عالم کو گالیاں

جاہل تر، حسین کی عبادت کرنے والا۔ دیو کھوئی آنکھ والا ایک چشم ۱۹
روحانی خزائن اعجاز احمدی ۱۸۷ تصنیف مرزا جی۔ خیردار شیخ ضال
شعبیہ تبلیغ رسالت ۲۱

عیسائیوں کے بزرگ پولس کو گالیاں

عیسائیوں کا مشرکانہ تعلیم کا تام مدار اس شریر انسان کی باتوں پر ہے جس
کا نام پولس تھا (مشہور تیتنا لوجی اللہ العباد)

آریہ قوم کے رشی دیانند کو گالیاں

”یہ شخص درحقیقت سیاہ دل جاہل نا حق شناس ظالم پنڈت، نالائق،
یادہ گو، بد زبان، پرلے درجے کا متکبر، ریاکار، خود ہیں، نفسانی اغراض سے
بھرا ہوا، خبیث مادہ، سخت کلام، خشک دماغ والا، موٹی سمجھ کا آدمی،
نااہل ۹۔ ست پچن تصنیف مرزا جی

آریوں کے پریشکر کو گالیاں

بد نصیب پریشکر ۲۹ دیانند کی گواہی سے ثابت ہو گیا کہ پریشکر کبھی اہم چند بنا کبھی کرشن کبھی مچھرا ایک مرتبہ خاک یعنی سوربن گیا ۶۹ شمن حقی تصنیف مہرا

سوامی جی کو گالیاں

گندہ نام معقول ۲۶ دیانندی فریب ۱۱ دیانند ستیارتھ پرکاش میں اپنے بدبودار جمالت کا گند چھوڑ گیا ۴۲ کتاب شمن حقی

عام آریہ کو گالیاں

”کنجرو ولد الزنا جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں مگر اس آریہ میں اس قدر شرم باقی نہ رہی ۲۱ آریوں کے حق میں لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت“ (۲۵ سوال ذکر ربالہ)

مخصوص گالیاں

جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہو گاتوصاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الاحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں (ردحانی خزائن جلد ۹ انوار اسلام ۲۲ تصنیف مرزا جی

بے شک ہمارے دشمن جھگڑوں کے سوز میں اور ان کی عورتیں کیترا سے
بتیر ہیں۔ نجم الہدیٰ ص ۵۳ روحانی خزائن جلد ۴ تصنیف مرزا جی۔

”میری کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ان کے
معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور میرے دعووں کی تصدیق کرتے ہیں۔ مگر
بدکار عورتوں کی اولاد نہیں مانتے“ (روحانی خزائن جلد ۵ آئینہ کمالات اسلام
ص ۵۴ تصنیف مرزا جی۔)

مرزائی احباب اکثر کہا کرتے ہیں کہ مرزا جی نے جو کچھ گالیاں دی ہیں،
جو اب دی ہیں لیکن یہ کتنا غلط ہے اور اگر بالفرض مخالفوں کی طرف سے گالیاں
دی بھی گئی تھیں تو ان کا یہ دعوئے تو نہیں تھا کہ ہم نبی یا رسول ہیں یا یہ کہ اللہ
تعالیٰ نے ہمارے لبوں پر رحمت جاری کر دی ہے اور ہم جو کلام کرتے ہیں
وہ گویا انمول موتی ہیں یا یہ کہ ہم اپنے نفس پر قابو پا چکے ہیں اور گالیاں سن کے دما
دیتے ہیں۔ مگر مرزا جی لکھتے ہیں:-

”خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز (مرزا جی) کو تہذیب
اور اخلاق کے ساتھ بھیجا ۳۲۶ روحانی خزائن جلد ۱۰ اربعین تصنیف مرزا
خدا کی طرف سے میرے (یعنی مرزا جی) لبوں پر رحمت جاری کی گئی ہے
میرا قول (یعنی بولنا) اور کلمے موتیوں کی طرح ہیں ۲۳۹ حجۃ اللہ، روحانی خزائن
جلد ۱۲ تصنیف مرزا جی

میں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا نے میرے نفس کو ایسا مسلمان بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے میرے نفس کو گندی سے گندی گالیاں دیتا رہے آخر وہی شرمندہ ہوگا اور اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے اکھاڑ نہ سکا۔" مفوظ مرزا جی مندرجہ منظور الہی مطبوعہ قادیان بروایت مولوی عبدالکریم قادیانی ۱۹۸

۷۔ گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں رجم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے (شعر مرزا جی مندرجہ در ثمن اردو مطبوعہ ربوہ اور آئینہ کمالات اسلام ۲۳۵) یہ تو ابھی مرزا جی کے جوش میں رجم ہے اور غیظ گھٹا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مرزا جی کو رسول بنا کر تہذیب اور اخلاق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور مرزا جی کے نفس کو اللہ تعالیٰ نے مسلمان بنایا ہے اور مرزا جی اپنے نفس پر قابو پا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مرزا جی کے لبوں پر رحمت جاری فرمادی ہے اور مرزا جی گالیاں سن کے دعا دیتے ہیں۔ یہ حالت ہے۔ اگر یہ سب کچھ نہ ہوتا تو خدا جانے کیا ہوتا۔

ناظرین کرام! اگر وہ تمام گالیاں جو مرزا جی نے بزرگان قوم اور اپنے ہم عصر علماء کو دی ہیں یک جا جمع کر دی جائیں تو یہ ایک ضخیم دفتر بن جائے طوالت کے خوف سے جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں بطور نمونہ ممتوڑی سی تھمر کر دی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ مرزا جی میں برداشت کا مادہ

بجلی مفقود تھا اور اس نعمت سے بالکل محروم تھے ذرا سی بات سن کے اس قدر مغلوب الغضب ہو جاتے کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دینا مرزا جی کے واسطے ایک معمولی بات تھی۔

ایک دفعہ ایک آریہ نے کہا کہ مرزا جی کوڑی کوڑی کولا چار ہے۔ اس بات سے اس قدر آپسے باہر ہوئے کہ غیظ و غضب کی حد نہ رہی اور فرمانے لگے کہ:-

حیرت ہے لالا صاحب کو ہمارے قرض کی فکر کیوں پڑ گئی۔ ایک قوم ہندو جاٹ ہے اکثر ان کی عادت ہے کہ جب وہ اپنی لڑکی کا ناٹھ کسی جگہ کرنا چاہتے ہیں تو پہلے چیکے چیکے اس گاؤں چلے جاتے ہیں جہاں اپنی دختر کی نسبت کا ارادہ ہوتا ہے تب اس گاؤں میں پہنچ کر پٹواری کی کھیروٹ اور گرواوری اور روزنامہ سے دریافت کر لیتے ہیں کہ اس شخص کی کتنی زمین ہے پڑتال کے بعد اپنی دختر دیتے ہیں لیکن اس جگہ تو ان امور میں سے کوئی بات نہیں (اردو حافی خزائن جلد ۲ شعبن حق ص ۳۲۲ تصنیف مرزا جی)

آریہ کا یہ کہنا کہ مرزا جی کوڑی کوڑی کولا چار ہے اور مرزا جی کا اس کے جواب میں یہ کہنا کہ تمہیں مرے مقروض ہونے کا کیوں فکر ہے۔ ایک ہندو جاٹ قوم ہے جو اچھا کھانا پینا گھر تلاش کر کے اپنی دختر کا ناٹھ کرتے ہیں۔ یہ بالکل ایسا ہے کہ سوال از آسماں جواب از رسیماں۔ مہلا کون ہیں جو اپنی

دختر کے واسطے لکھا اپنی گھر نہیں تلاش کرتے اور چاہتے ہیں کہ اپنی ڈکی کا
رشتہ ایسی جگہ کریں جن کے ہاں صبح کے وقت کھانے کو میسر ہو تو شام
کو بھوکے سوئیں اور شام کے وقت کھانے کو ملے تو دن کو روزہ سے ۔ اور
روپیٹہ ہو تو کرتہ نہ ہو اور اگر کرتہ ہو تو جوتا نہ دارو ۔

خود مرزا جی نے اپنی صاحبزادی کا رشتہ نواب محمد مل خان صاحب آف
مالیر کو طوطہ کے ساتھ کیا تھا اور حق مرہ ۵۶ ہزار روپے مقرر ہوا اور حضرت
صاحب نے مہر نامہ کی باقاعدہ رجسٹری کروا کے اس پر بہت سے لوگوں
کی شہادتیں ثبت کروائی تھیں۔ (بحوالہ سیرۃ الہدی جلد ۱۲ ص ۵۳)

یہیں عرض کر رہا تھا کہ مرزا جی میں یہ کمزوری تھی کہ جب جوش میں آتے
تو ہوش بالائے طاق رہ جاتا۔ اسی طرح ایک آریہ ہندو نے اسلام کے اس حکم
پر کہ جب عورت کا خاوند مر جائے تو وہ عقد ثانی کر لے یہ اس کے لیے بہتر
ہے۔ عقل من کیا تو جناب مرزا جی نے حسب ذیل نغم کہ ڈالی۔

دوسرا بیاہ کیوں حرام نہ ہو جبکہ رسم نیوگ جاری ہے
چکے چکے حرام کر دانا آریوں کا اصول بھاری ہے
زن بیگانہ پر یہ شیدا میں جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
غیر مردوں سے مانگنا لطفہ سخت جنت اور نابکاری ہے

لطفہ ناقص ہونے کی صورت میں اپنی بیوی کو غیر مرد سے حاملہ کرانے کا نام برہم نیوگ ہے۔ اور یہ
آریہ دھرم میں صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن ہے۔ (العیاذ باللہ)

غیر کے ساتھ جو کہ سستی ہے وہ نہ بری زن بازار ہی ہے
 ہے وہ چند ڈال ڈوشٹ اور پانی جفت اسکی کوئی چھاری ہے
 نام اولاد کے حصول کا ہے ساری شہوت کی بے قراری ہے

بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلطی یار کی اس کو آہ وزاری ہے
 دس سے کروا چکی زنا لیکن پاکدامن ابھی بیچاری ہے

لالہ صاحب بھی کیسے احمق میں انکی لالہ نے عقل ماری ہے
 گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو ایسی جو روک پاسداری ہے

اس کے یار کو دیکھنے کیلئے سر بازار اس کی باری ہے
 جو ردھی پر فدا ہیں یہ سچی وہ نیونگی پہ اپنے داری ہے

ہے قوی مرد کی تلاش انہیں خوب جو رد کی تھی گزار ہی ہے
 تاکہ کروا میں پھر لے گندی پاک ہونے کی انتظاری ہے

دس سے کروا چکی زنا لیکن پاکدامن ابھی بے چاری ہے

(روحانی خزائن جلد ۱۰ آریہ دھرم ۶۴ تصنیف مرزا جی)

اس میں شک نہیں کہ حقد ثانی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور عقل کا تقاضا
 بھی یہی ہے کہ جب عورت کا خاوند مر جائے تو اس کا دوسرا نکاح کر دیا جائے
 بشرطیکہ عورت جوان ہو اور یہ بھی صحیح ہے کہ رسم نیونگ بہت ہی بری رسم ہے
 لیکن گندی گندی سے اور ناپاک پانی سے نہیں دھوئی جاتی اس کے لیے پاک

اور صاف پانی چاہیے۔ اگر کوئی شخص پیشاب آلودہ کپڑے کو پیشاب ہی سے دھونے اور پاک کرنے لگے تو کیونکر پاک ہوگا۔

اس آریہ کو اچھے الفاظ سے بھی جواب دیا جاسکتا تھا کیونکہ مخالف کو حسن اخلاق سے مہذبہ الفاظ کے ساتھ بہتر انداز پر جواب دے کر ہی قابل کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ
بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ
(سورہ نحل ۱۲۵)

اپنے رب کی راہ کی طرف بلائیے حکمت
اور اچھی نصیحت یعنی داناتی اور سنجیدہ
الفاظ سے تبلیغ کیجئے اور اگر جھگڑے اور
بحث کی نوبت پیدا ہو جائے تو اپنے حربہ
اور مقابل کو الزم دو تو بہترین اسلوب سے
خواہ مخواہ حل آزار اور جھگڑا خیز باتیں
مست کرو

مگر مزاجی کے دامن اخلاق میں ان الفاظ کے سوا اور تھا ہی کیا؟ کیوں کہ
آخر خدا کا نبی جو ہوا (معاذ اللہ) اور پھر نطفیہ کہ جواب ہی اشعار میں جو فی نفسہ شان
نبوت کے خلاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي
لَهُ (سورہ یسین ۱۲)

ہم نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کو شعر گوئی کا علم سکھایا اور

نہی آپ کے نمایاں نشان ہے کہ شعر کہتے بھریں

ناظرین کرام! جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں مرزا جی نے جو گالیاں دی ہیں یہ ان کی عادت تھی نہ کہ جواباً۔ اور اگر بقول مرزا ان اجاب جواب بھی دی ہیں تو بھی مرزا جی کو زیادہ تھا کہ جواباً گالیاں دیں کیوں کہ ان کا دھوکے بقول ان کے بہت بلند تھا لیکن سوال یہ ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور حضرت علیؑ علیہ السلام کے مرزا جی کا کیا بگاڑ تھا کہ انہیں بھی معاف نہیں کیا۔ چنانچہ مرزا جی لکھتے ہیں:-

کر بلا میست سپر ہر آنم!

مد حسین است در کہ یہ نام

یعنی کر بلا بروقت میری سیرگاہ ہے۔ شو حسین میری آستین میں پوشیدہ

ہے۔ (در ثمن فارسی دیوان مرزا جی)

یہ تو بلاؤ کہ اس (امام حسین رضی اللہ عنہ) سے تمہیں دینی فائدہ کیا پینچا ۱۸۰۶ء میں (مرزا جی) خدا لاکشتہ ہوں اور تمہارا حسین (بے شک حسین رضی اللہ عنہ ہمارے ہیں) دشمنوں لاکشتہ۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے ۱۹۲۱ء سے (یعنی حسین کو) مجھ (مرزا جی) سے کچھ زیادت (فضیلت) نہیں ۱۹۲۱ء۔ مجھ (مرزا جی) میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے (مرزا جی) تو بروقت مدد مل رہی ہے اور خدا کی تائید

مگر حسین تم دشت کربلا کو یاد کرو۔ اب تک روتے ہو پس سوچ لو ^{۱۸۱}۔
 تم نے اس کشتہ (یعنی حسین) سے نجات چاہی جو نا امید ہی میں مر گیا ^{۱۹۳}۔
 تم نے خدا کے مجراور جلال کو بھلا دیا ہے اور تمہارا درد صرف حسین ہے پس
 یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے سامنے گوہ کا ڈیر ہے
^{۱۹۴}۔ پھر عجیب تر یہ بات ہے کہ حسین کو یہ شرف بھی نصیب نہ ہوا کہ وہ موت
 کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے قریب دفن کیا جاتا ^{۲۲۵}۔
 (شاید مرزا جی روضہ اقدس کے اندر دفن ہوئے ہوں گے؟ مولف)
 قرآن شریف نے تو امام حسین کو رتبہ انبیت (حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کے بیٹے ہونے کا حق بھی نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں (شاید مرزا جی کے
 نام کی سورہ نازل ہوئی ہوگی) اے (یعنی امام حسین) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کا بیٹا کہنا قرآن شریف کی نص صریح کے خلاف ہے ^{۲۲۳-۲۲۴}۔ روحانی
 خزائن جلد ۸ تصنیف مرزا جی۔

پھر تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت بڑی غلطی ہوئی جو یہ فرمایا۔
 هَذَا ابْنِ اَبْنَاهِی (حسن اور حسین) میرے بیٹے ہیں۔ (نور الدائر من ذلک۔
 علامہ ابن حجر ^{۱۸۸} اپنی کتاب صواعق محرقة کے متن پر لکھتے ہیں؛
 قیامت کے دن اعلان ہوگا غنموا ابصارکم حتی تبصروا
 فاطمة الزهراء (سب اپنی آنکھیں بند کریں کیونکہ فاطمہ الزہراء کی

کی سواری گزر رہی ہے۔

مرزا جی لکھتے ہیں :-

ایک دفعہ میں عشار کی ناز سے فارغ ہوا تو اس وقت نہ تو مجھ پر نیند
طاری تھی اور نہ ہی کوئی بے ہوشی کے آثار تھے بلکہ میں بیداری کے عالم میں تھا
اچانک سامنے آواز آئی اور آواز کے ساتھ دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ مختصر
دیر کے بعد دیکھتا ہوں دروازہ کھٹکھٹانے والے جلدی جلدی میرے قریب
آ رہے ہیں۔ یہ بیخ تن پاک ہیں یعنی علی کرم اللہ وجہہ ساتھ اپنے دونوں
بیٹوں کے اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
اور دیکھتا ہوں کہ فاطمہ الزہراء نے میرا سر اپنی ران پر رکھ دیا اور آئینہ کمال
اسلام ۵۲۹، ۵۵۰

مرزا جی لکھتے ہیں :-

پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑا اور اب نئی خلافت کو ایک زندہ علی
یعنی مرزا جی آتم میں موجود ہے اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش
کرتے ہو۔ (ملفوظات احمدیہ جلد دوم صفحہ ۱۲۲ مطبوعہ ربوہ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیسائیوں کے ہاتھ کا بنا ہوا پنیہ کھالیا
کرتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سوز کی چربلی اس میں پڑتی ہے۔

میان مرزا جی بردایت مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی۔ اخبار الفضل

۷۔ اس کی نبوت کے ابطال پر کسی دلائل قائم تھے۔

۸۔ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔

۹۔ ان کی بغیر آپ کے معجزانہ پیدائش ایسی تھی جیسے برسات میں کیڑے کوڑے خود پیدا ہو جاتے ہیں۔

۱۰۔ وہ رجولیت سے محروم تھے اور مجھڑا ہونا کوئی صفت نہیں۔

۱۱۔ گندی گالیوں کی وجہ سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کر لیا تھا۔

۱۲۔ آپ کے ہاتھ میں سوائے کھروزیب کے اور کچھ نہیں تھا۔

۱۳۔ آپ کانجھریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے تھی کہ جدی مناسبت درمیان میں رہے۔

۱۴۔ آپ علمی عملی قوتوں میں بہت کچھ تھے۔

۱۵۔ آپ ایک دفعہ شیطان کے چھپے چھپے چلے گئے۔

۱۶۔ ایک نوجوان بے تعلق عورت آپ کی خدمت کرتی تھی۔

۱۷۔ آپ کی تین وادیاں اور نائیاں زنا کار کسی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔

ناظرین کرام مرزا ساجی نے جو انمول موتی بکیرے ہیں انہیں معلوم کرنے کے بعد مرزا ساجی کی ایک نصیحت بھی ملاحظہ فرمادیں، جو اپنی ایک تقریر میں فرمائی تھی :-

”ایک شخص کو کتے نے کاٹا۔ اس کی لڑکی بولی آپ نے کیوں نہ کاٹ
 کیا۔ جواب دیا۔ بیٹی! انسان سے کتاپن نہیں ہوتا۔ اسی طرح انسان کو
 چاہیے کہ جب کوئی شریکالی دے تو میں کو لازم ہے کہ اعراض کرے
 نہیں تو وہی کتاپن کی مثال صادق آئے گی“
 (تقریر مرزا جی مندرجہ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

مرزا جی کا کہنا ہے :-

”کسی شخص کو جاہل نادان، دنیا پرست، مکار، زبیبی، گنوار، متکبر،
 وغیرہ الفاظ کہنے والا شریکوں اور منصفوں کے اور نیک سرشت لوگوں
 کے نزدیک گندہ طبع اور بد زبان ہوتا ہے“ (مفہوم اشتہار مرزا جی ۹ ستمبر ۱۹۵۵ء)
 (مندرجہ مجموعہ اشتہارات مرزا جی جلد ۲ ص ۱۲۶)

مرزا جی کی کتاب روحانی خزائن جلد ۸ نور الحق حصہ اول کے ۱۵۸ کی
 آخری چار سطریں اور ۱۵۹ سے ۱۶۲ کے ختم تک ادکارہ کے مرزائیوں
 میں سے کوئی مرزائی باواز بلند سپیکر کھلی مجلس میں جہاں احمدی اور
 غیر احمدی احباب موجود ہوں یا اپنی مسجد میں بروز جمعہ بعد نماز جمعہ یا
 ادکارہ کے اپنے سالانہ جلسہ کے موقع پر پڑھ کے سناوے تو میں بیسٹل
 روپے نقد انعام دینگا۔

ناظرین کرام! آپ حیران ہوں گے کہ آخر ان صفحات پر کیا لکھا ہوا ہے

تو گزارش ہے کہ صرف لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت
 جس کا شمار ایک ہزار تک ہے، کے سوا کچھ بھی نہیں۔

میرے دوست نے مجھے مرزا جی کا ایک شعر سنایا تھا۔ میں بھی اپنے
 اس رسالہ "انمول موتی" کو مرزا جی کے ایک لاجواب اور انمول شعر پر حتم
 کرتا ہوں۔

مرزا جی اپنے مخالفوں سے مخاطب ہیں :-

جن کے رہنے والو! تم ہرگز نہیں ہو آدمی

کوئی ہے رو بہ کوئی ہے خنزیر اور کوئی ہے مار

درتین اردو ۹۷

نوٹس :- مذکورہ حوالہ جات غلط ثابت کرنے والے کو، فی حوالہ

دس روپے نقد انعام دیا جائے گا۔

حافظ عبدالرحمن عفی عنہ

ادکارہ $\frac{۴۰}{۳۰-۸}$



تالیف

ابن سرور ابو الشہید حافظ عبد الرحمن منظر گڑھی

مکتبہ سروریکہ

مخزن العلوم ۹ بی ون ٹاؤن شب لاہور

فول: ۸۴۴۶۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَا قَتَلُوهُ يَقِيْنًا بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيْمًا (پ ۷ ع)
 اور نہیں قتل کیا انہوں (یعنی یہودیوں) نے اسے (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو)
 یقیناً بلکہ اٹھالیا۔ اللہ نے اسے اپنی طرف الٹ دیا ہے زبردست اور حکمت والا۔
 مرزائی احباب وفات مسیح (علیہ السلام) پر بہت زور دیتے ہیں۔ کیونکہ مرزا
 جی کی مسیحیت کے راستے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات سد سکندری
 بنی ہوئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں
 ایک فیصلہ کن بات ارشاد فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک
 مدینہ منورہ میں میرے حجرے (اقدس) کے اندر بننے لگی جیسا کہ احادیث
 ذیل سے ثابت ہے۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى
 عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ
 مَرْيَمَ إِلَى الْاَرْضِ يَتَزَوَّجُ وَيُوَلِّدُ لَهُ وَيَمْلِكُ فِي الْاَرْضِ خَمْسًا وَاثْنَيْ
 سِتَّةً ثُمَّ يُوَدَّفَنُ مَعِيَ فِي قَبْرِىْ فَاقُوْمُوْا اَنَا وَعِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِي
 قَبْرِىْ وَاِحْدَيْهِمَا ابْنُ بَكْرٍ وَعُمَرُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا
 قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَعَالَى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّى
 اَرَى اَنْ اَعِيْشَ بَعْدَكَ فَتَاْذَنْ لِيْ اِنْ اُدْفَنُ اِلَى جَنْبِكَ فَقَالَ اِنِّى
 لِيْ بِذَلِكَ مِنْ مَوْضِعٍ مَا فِيْهِ اِلَّا مَوْضِعَ قَبْرِىْ وَقَبْرِ ابْنِ بَكْرٍ

عمر و قبر عیسیٰ ابن مریم ۳ عن عبد اللہ ابن سلام
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال یدفن عیسیٰ ابن مریم مع رسول
اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصاحبیہ فیکون قبرہ
رابعاً ۴ عن محمد ابن یوسف بن عبد اللہ ابن سلام
رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن جده قال مکتوب فی التوراة صفت محمد
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعیسیٰ ابن مریم یدفن معہ
۵ قال ابو مودود وقد بقی فی البیت موضع قبر۔

ترجمہ نمبر ۱ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نازل ہوگا عیسیٰ ابن مریم زمین پر اور
کرے گا بیوی (کیونکہ وہ کنوارے آسمان پر اٹھائے گئے تھے) اور اللہ تعالیٰ
اُسے اولاد عطا فرمادیں گے اور رہیں گے زمین پر پینتالیس برس، پھر
میں گے اور دفن ہوں گے۔ میرے روضہ (اقدس) میں پھر قیامت کے
دن اٹھوں گا میں اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی قبر سے ابوبکر اور عمر کے درمیان
سے مشکوٰۃ باب نزول مسیح ص ۴۸، نمبر ۲ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
سے روایت ہے کہ فرمایا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
میرا خیال ہوتا ہے شاید میں آپ کے بعد تک زندہ رہوں گی تو آپ
مجھ کو اس کی اجازت دیں کہ میں آپ کے پہلو میں دفن ہوں۔ تو آپ

نے فرمایا میں اس کی بھلا کیے اجازت دے سکتا ہوں یہاں صرف میری
 قبر اور ابو بکر عمر کی قبر اور عیسیٰ ابن مریم کی قبر مقدر ہے۔ ابن عساکر کنز ص ۲۶۸
 نمبر ۳ عبداللہ بن سلام بیان فرماتے تھے کہ عیسیٰ آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم اور آپ کے دو جان نثار یعنی ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس
 دفن ہوں گے اور اس لحاظ سے ان کی قبر چوتھی ہوگی (درمنثور ص ۲۳۵
 نمبر ۳ عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ توراہ میں حضرت
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی لکھی ہے
 کہ عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پاس دفن ہوں گے۔ درمنثور ص ۲۳۵
 نمبر ۵ فرمایا ابو مودود نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس
 میں ایک قبر کی جگہ بھی ہوئی ہے۔ مرقات ص ۱
 ان احادیث کی صحت پر مرزا جی نے بھی دست خط فرمادیتے ہیں۔
 نمبر اور اس پر چودہ سو سال سے مسلمانوں کا کلی اتفاق بھی ہے۔ کہ
 روضہ اقدس میں چوتھی قبر کی جگہ بھی ہوئی ہے۔ آخر وہاں کیوں کسی کو
 دفن نہیں کیا گیا؟ وجر نظر ہے کہ وہ جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے
 چھوڑی ہوئی ہے۔ ورنہ کس کا جی نہیں چاہتا تھا کہ وہاں دفن ہو اور
 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تو اجازت بھی چاہی تھی مگر
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دفن کا عذر فرما کر

جواب نفی میں دیا جیسا کہ دوسری حدیث سے ثابت ہے۔ فیصلہ یہی ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ امتِ مسلمہ کے اجماع کے بعد انکار کی کیا گنجائش مزید برآں جبکہ مرزا جی نے بھی تصدیق فرمادی لیکن بعد میں مرزا جی اپنی مسیحیت کی راہ ہموار کرنے کے واسطے اس بارے میں جو گرگٹ کی طرح مختلف رنگ اور پینتر سے بدلے ہیں وہ بھی ملاحظہ ہوں۔ سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ مرزا جی کی پیدائش ۱۸۳۹ء میں ہوئی ہے۔ نمبر ۲ اور مرزا جی نے تفسیر علیؑ ملنے کے بعد نمبر ۳ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اصلاحِ خلق کے پیش نظر باطل عقائد اور خیالات کی بیخ کنی کے سلسلہ میں ۱۸۸۲ء میں براہین احمدیہ لکھی۔ نمبر ۴ اور اسی کتاب کے اندر قرآن شریف کی روشنی میں ایک آیت سے ثابت کیا۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہیں۔ اور وہ دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ نمبر ۵۔ پھر اس کے بارہ سال بعد یعنی ۱۸۹۶ء تک یہی فرماتے رہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہیں۔ نمبر ۶ مرزا جی کی موت ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں واقع ہوئی ہے۔ حساب لگالیں بات ظاہر ہے کہ ستر سالہ زندگی کے دوران ۵۸ سال تک یہی فرماتے رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں دوبارہ تشریف لائیں گے اور صرف آخر کے بارہ سال خود عیسیٰ بن مریم بننے کی غرض سے ۱۸۹۶ء کو اپنا عقیدہ بدلا۔ نمبر ۷ اور پھر

۱۹۰۸ء ۲۵ مئی تک اسی عقیدہ پر قائم رہے کہ مسیح مرچکا ہے۔ اور پھر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو خود دست اور قے، نمبر ۸ یعنی مرض ہیضہ سے بروز منگل جہان فانی سے زحمت ہوئے۔ نمبر ۹ پھر لطف یہ کہ جب حیاتِ عیسیٰ کا عقیدہ بدلا تو فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک سو میں برس کی عمر میں وفات پائی۔ نمبر ۱۰ پھر پانچ ماہ بعد لکھا کہ ایک سو پچیس برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ نمبر ۱۱ پھر چار سال بعد لکھا کہ ایک سو تریس سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ نمبر ۱۲ اسی طرح قبر کے متعلق لکھا کہ مسیح کی قبر ان کے اپنے وطن گلیل میں ہے۔ نمبر ۱۳ پھر کچھ سال بعد فرمایا کہ مسیح کی قبر بیت المقدس میں ہے۔ نمبر ۱۴ پھر کچھ سال بعد فرمایا کہ مسیح کی قبر کشمیر سری نگر محلہ خان یار میں ہے۔ نمبر ۱۵ اگرچہ مرزا جی پر قبر مسیح کا معاملہ پھر مشتبہ ہوا۔ اور اپنے مرنے سے گیارہ دن پہلے لکھا کہ مسیح کی قبر مدینہ منورہ کے قریب وادی حقیق میں ہے۔ نمبر ۱۶ لیکن مرزائی احباب کشمیر والی قبر ہی مسیح کی قبر بتلاتے ہیں۔ جس کا قبر مسیح ہونا کسی حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز ثابت نہیں۔

جلسی طرح میں نے ایک نہیں بلکہ پانچ روایتیں آپ کے سامنے پیش کی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کے اندر بنے گی۔ اسی طرح اگر مرزائی احباب صرف اور

صرف ایک حدیث ہی پیش کر دیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر گئے ہیں۔ اور ان کی قبر کشمیر سری نگر
محلہ خان یار میں ہے۔ تو میں

دس ہزار

روپے نقد انعام دوں گا۔ اور اپنی تمام کتابیں جلا کر مرزائیت قبول کر
لوں گا۔ **فَإِنْ كُنتُمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا**۔ اور اگر پیش
نہ کر سکو۔ اور کر بھی نہ کر سکو گے (تو پھر میری مخلصانہ درخواست ہے
کہ اپنے خیالات اور عقائد پر از سرے نو نظر ثانی کریں۔ شاید کہ اتر جائے
تیرے دل میں میری بات۔) (نوٹ) اگر مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے روضہ اقدس کے اندر چوتھی قبر بن چکی ہے تو حضرت عیسیٰ
علیہ السلام مر گئے ہیں اور اگر ابھی چوتھی قبر نہیں بنی۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام
یقیناً زندہ ہیں۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہودیوں سے فرمایا
تھا۔ **ان عیسیٰ لویمت وانه راجع الیکم قبل
لیوم القیامة**۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی نہیں مرے اور
وہ تمہارے پاس قیامت سے پہلے ضرور تشریف لائیں گے۔ (در منثور ج ۲۷)

حافظ عبدالرحمن

- ۱۔ روحانی خزائن جلد ۳ ازالہ اولیام ص — تصنیف مرزا جی۔
 ص ۱۶ کشتی نوح تصنیف مرزا جی۔
 ج ۱۹
- ۲۔ روحانی خزائن جلد ۳ کتاب البریہ ص ۱۴۴ تصنیف مرزا جی۔
 ۳۔ تذکرہ یعنی مکاشفات مرزا جی ص ۲۰
- ۴۔ آخر کتاب روحانی جلد ۲ سرسہ چشم آریہ۔ تصنیف مرزا جی۔
 ۵۔ روحانی خزائن جلد ۱ ص ۵۹۳ اور ص ۶۰۱ تصنیف مرزا جی۔
- ۶۔ ۷۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۱۱۳ اعجاز احمدی تصنیف مرزا جی۔
 ۸۔ سیرۃ المدی حصہ اول روایت ۱۲ تصنیف صاحبزادہ مرزا بشیر احمد۔
 ۹۔ خود نوشت میر ناصر مرزا جی کا خسر ص ۱۲
- ۱۰۔ روحانی خزائن جلد ۱۰ ص ۳۰۲ تصنیف مرزا جی۔
 ۱۱۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ تریاق الطوب ص ۴۹۹ تصنیف مرزا جی۔
 ۱۲۔ روحانی خزائن جلد ۲ تذکرۃ الشہادتین ص ۲۹ تصنیف مرزا جی۔
 ۱۳۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ ازالہ اولیام ص ۲۵۳ تصنیف مرزا جی۔
 ۱۴۔ روحانی خزائن جلد ۸ تمام الحجہ ص ۲۹۶ تصنیف مرزا جی۔
 ۱۵۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ کشتی نوح ص ۱۶ تصنیف مرزا جی۔
 ۱۶۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ چشمہ معرفت ص ۲۱۶ تصنیف مرزا جی۔

مرزا صاحب کی بیعت میں شامل نہ ہونے والے
 کل مسلمان مرزا صاحب اور اکابر جماعت احمدیہ کے
 نزدیک کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں بحوالہ مرزا
 صاحب کی کتب اور لٹریچر جماعت احمدیہ

تکفیر مسلمان

تالیف

ابن سرور ابوالشہید حافظ عبدالرحمن منظر گڑھی

مکتبہ سروریہ

مخزن العلوم ۹ بی ون ٹاؤن شپ لاہور

فون: ۸۴۲۷۶۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس مختصرے پمفلٹ میں جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور اکابر جماعت احمدیہ کی کتب سے وہ نوالہ جات نقل کئے گئے ہیں۔ جن سے یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ جس مسلمان دغیر مرزائی مانے نہ مرزائیت اختیار کی۔ اور نہ ہی مرزا صاحب کی بیعت میں شامل ہوا۔ وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہے۔ جیسا کہ آپ اس پمفلٹ میں پڑھ لیں گے۔ چونکہ یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ مرزائی دلائل و براہین کی رو سے شکست کھا چکے ہیں۔ لہذا مسلمانوں کو اپنے فریب میں لانے کے واسطے یہ پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ ہم نماز پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ حج کرتے۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور وہی قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ جو تم پڑھتے ہو۔ اور وہی کلمہ ہمارا ہے۔ جو تم سب مسلمانوں کا ہے باوجود اس کے معلوم نہیں۔ کہ تمہارے مولوی ہمیں (مرزائیوں کو) کافر کیوں کہتے ہیں؟ چنانچہ یہ سوال اکثر مرزائی عام مسلمانوں سے اس کثرت سے کرتے ہیں۔ کہ جن مسلمانوں کا مطالعہ صرف محدود ہی نہیں۔ بلکہ مفقود ہے۔ اور قریب قریب اکثریت کا یہی حال ہے وہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اور بالکل وہی سوال جو ایک مرزائی عام مسلمانوں سے کرتا ہے وہ ہم سے آکر کرتے ہیں۔ سو اس سوال کے دو جواب ہیں۔ ایک تحقیقی۔ دوسرا الزامی۔ تحقیقی جواب انشاء اللہ العزیز معقوب۔ چھپ کر آپ تک پہنچ جائے گا۔ رہا الزامی وہ یہ ہے۔ کہ ہم بھی آخر قرآن شریف

پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ حج کرتے ہیں۔ اور ہمارا بھی وہی کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ ہے جسے بظاہر سب مرزائی پڑھتے ہیں۔ اور پوچھے اور کانِ اسلام پر ہم (غیر مرزائی) مرزائیوں سے پہلے ہی سے کاربند ہیں۔ تو ہم غلامِ احمد اور اکابرِ جماعتِ احمدیہ کے نزدیک کیوں کافر ہیں۔ آخر ہمارے کفر کی کیا وجہ ہے؟ کیا ہم کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ نہیں پڑھتے؟ یا ہم اہل قبلہ نہیں ہیں۔ کہ ہمارے ساتھ مل کر نمازیں پڑھنا ممنوع قرار دیا۔ ہماری نماز جنازہ حرام قرار دی۔ اور ہمیں لڑکی کا رشتہ دینے والے احمدی کو جماعت سے علیحدہ کیا۔ اس سوال کے جواب سے پوری امت مرزائیہ عاجز ہے۔ لیکن جلدی سے کہہ دیتے ہیں۔ جناب ہم کسی کو کافر نہیں کہتے۔ البتہ مرزا صاحب اور اکابرِ جماعتِ احمدیہ نے صرف ان علماء اور عوام کو جنہوں نے خود پہلے جناب مرزا صاحب کو کاذب جانا اور جماعتِ احمدیہ پر کفر کے فتوے لگائے۔ کافر کہا۔ نہ کہ تمام علماء اور سب مسلمانوں کو۔ حالانکہ یہ حقیقت کے بالکل برعکس ہے۔ جھوٹ ہے جس میں سچ کا شائبہ تک نہیں۔ مرزا صاحب اور اکابرِ جماعتِ احمدیہ کے نزدیک صرف وہی کافر نہیں۔ جسے مرزا صاحب کو کاذب اور جماعتِ احمدیہ کو کافر کہا۔ بلکہ وہ بھی کافر ہے جو مرزا صاحب کو دل میں بھی سچا جانتا ہے اور زبان سے بھی سچے ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ مگر بیعت میں شامل نہیں۔ بلکہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے نزدیک کل مسلمان جو مرزا صاحب کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے وہ کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج

ہیں۔ خواہ کسی نے مرزا صاحب کا نام بھی نہ سنا ہو۔ کیا جس نے مرزا صاحب کا نام تک نہیں سنا۔ اس نے مرزا صاحب یا جماعت احمدیہ کو کافر کہا ہے۔ کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اس پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ اصل بات یہ ہے کہ کوئی (غیر مرزائی) مرزا صاحب کو کافر ماننے یا مسلمان جب تک بیعت میں شامل نہ ہو۔ مرزا بیوں کے نزدیک وہ مسلمان نہیں۔ چنانچہ چند عبارتیں مرزا صاحب اور اکابر جماعت احمدیہ کی کتب سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمادیں۔ عبدالرحمن

۱۔ ”میری کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے

ہیں۔ اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور میرے

گالیاں

دعووں کی تصدیق کرتے ہیں مگر بدکار عورتوں کی اولاد نہیں مانتے“

۲۔ ”آئینہ کمالات اسلام ص ۵۲۶ تصنیف جناب مرزا صاحب

۳۔ اور جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا۔ تو صاف سمجھا جائے گا۔ کہ اس کو

ولدا الحرام بننے کا شوق ہے۔ انوار اسلام ص ۳۔ روحانی خزائن جلد ۹ ص ۳۱

۴۔ بلا شک ہمارے دشمن جھگڑوں کے سوز میں۔ اور ان کی عورتیں کٹیوں سے

بدتر ہیں۔ نجم الہدیٰ ص ۵۳۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ تصنیف مرزا صاحب

۵۔ ”خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے۔ کہ ہر ایک وہ شخص جس کو

میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان

فتویٰ کفر

نہیں۔ بحوالہ تذکرہ مجموعہ الہامات و مکاتبات جناب مرزا صاحب حقیقۃ الوحی ص ۱۶۶

۲۱ بجھے الہام ہوا۔ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا۔ اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور تیرا مخالف ہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔ بحوالہ کلمۃ الفصل ۳۵ تصنیف صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب بی بی اے جو شخص میرا مخالف ہے۔ وہ عیسائی۔ یہودی۔ مشرک ہے۔

روحانی خزائن علامہ نزول المسیح ص ۳۸۲ تصنیف جناب مرزا صاحب۔

۲۲ ہر ایک شخص جو موٹی کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا۔ یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے۔ مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو تو مانتا ہے۔ مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) کو نہیں مانتا۔ وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

بحوالہ کلمۃ الفصل ۳۲ تصنیف صاحبزادہ مرزا بشیر احمد بی بی اے

۲۳ پہلی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب کو الہام کے ذریعہ اطلاع دی کہ تیرا انکار کرنے والا مسلمان نہیں۔ اور نہ صرف یہ اطلاع دی۔ بلکہ حکم دیا کہ تو اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھ۔ دوسری بات یہ کہ حضرت صاحب نے بعد الحکم خاں کو جماعت سے اس واسطے خارج کیا۔ کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان کہتا تھا۔ تیسرے یہ کہ مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہنے کا ایک خبیث عقیدہ ہے۔

چوتھے یہ کہ جو ایسا عقیدہ رکھے اس کے لئے رحمت الہی کا دروازہ بند ہے

کلمۃ الفصل ۳۵ تصنیف صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب بی بی اے

۲۴ بیوں دورِ شہری آغاز کردند مسلمان را مسلمان باز کردند

اس الہامی شعر میں دیہ شعر مرزا صاحب کا ہے، اللہ تعالیٰ نے کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس میں خدانے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے اور پھر ان کے اسلام کا انکار بھی کیا ہے مسلمان تو اس لئے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ اور جب تک یہ لفظ استعمال کیا جائے لوگوں کو پتہ نہیں چل سکتا۔ کہ کون مراد ہے۔ مگر ان کے اسلام کا اس لئے انکار کیا گیا ہے۔ کہ وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں۔ بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو پھر نئے سرے سے مسلمان کیا جائے۔ الکلمۃ الفصل ۵۳

معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو بھی بعض وقت اس بات کا خیال آیا۔ کہ کہیں میری تحریروں سے غیر احمدیوں کے متعلق مسلمان کا لفظ دیکھ کر لوگ دھوکہ نہ کھائیں۔ اس لئے آپ نے کہیں کہیں بطور ازالہ کے غیر احمدیوں کے متعلق ایسے الفاظ بھی لکھے دیئے کہ وہ لوگ جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جہاں کہیں بھی مسلمان کا لفظ ہو اس سے مدعی اسلام سمجھا جائے نہ کہ حقیقی مسلمان۔ کلمۃ الفصل ۳۶

پس یہ ایک یقینی بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جہاں کہیں بھی غیر احمدیوں کو مسلمان کہہ کر پکارا ہے وہاں صرف یہ مطلب ہے کہ وہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں ورنہ آپ حسب حکم الہی اپنے منکروں کو مسلمان نہ جانتے تھے۔

بحوالہ کلمۃ الفصل ۳۷

۷ ”آپ“ (یعنی مرزا صاحب) کے مبعوث کئے جانے کی یہ غرض نہ تھی کہ لوگ آپ کو مسلمان سمجھیں اور بس۔ بلکہ یہ تھی کہ آپ کو قبول کریں۔ اور آپ مسلمان را مسلمان باز گردند کے مطابق مسلمان کہلانے والوں کو سچے اور حقیقی مسلمان بنائیں پس حضرت مرزا صاحب نے یہ کبھی نہیں کہا۔ کہ جو مجھے مسلمان کہہ لے وہ پکا مسلمان ہو جاتا ہے۔ بلکہ یہی کہا۔ کہ جو مجھے مانے گا اور قبول کرے گا وہی مسلمان ہوگا۔“

بحوالہ اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۲۶ مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۱۸ء

۸ ”آپ نے یعنی مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا بھانا ہے۔ مگر مزید اطمینان کے لئے اس بیعت میں توقف کرتا ہے کافر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا۔ لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے۔ کافر ٹھہرایا ہے۔ ارشاد میاں محمود احمد صاحب رسالہ تھیذ لاوان جلد ۶ نمبر ۴ اپریل ۱۹۱۸ء

۹ ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں“

بحوالہ آئینہ صداقت ص ۳۰ تصنیف مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ قادیان

۱۰ حضرت مسیح موعود یعنی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر

رشتہ کے متعلق

احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔
مرکبات خلافت ص ۵۰ تصنیف مرزا بشیر الدین محمود احمد

۱۷ ایک اور بھی سوال ہے کہ غیر احمدیوں کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ مگر آپ نے اسے بھی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو۔ مگر غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی۔ تو حضرت خلیفہ اول نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا۔ اور جماعت سے خارج کر دیا۔ ابھی چند ماہ ہوئے ایک شخص نے غیر احمدیوں میں اپنی لڑکی دی تھی میں نے اسے جماعت سے الگ کر دیا

بحوالہ انوارِ خلافت ص ۹۳ تصنیف مرزا بشیر الدین محمود احمد

۱۸ یہ اعلان بغرض آگاہی عام شائع کیا جاتا ہے۔ کہ احمدی لڑکیوں کے نکاح۔ غیر احمدیوں سے کرنے ناجائز ہیں۔ بحوالہ اخبار الفضل جلد ۲۰ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۳۳ء جو شخص اپنی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی کو دیتا ہے میرے نزدیک وہ احمدی نہیں کوئی شخص کسی کو غیر مسلم جانتے ہوئے اپنی لڑکی اس کے نکاح میں نہیں دے سکتا ایسے نکاح خواں کے متعلق ہم وہی فتویٰ دیں گے۔ جو اس شخص کی نسبت دیا جاسکتا ہے جس نے ایک مسلمان لڑکی کا نکاح ایک عیسائی یا ہندو لڑکے سے پڑھ دیا ہو۔

بحوالہ اخبار الفضل جلد نمبر ۸۸ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۲۱ء

۱۹ "پانچویں بات جو اس زمانہ میں ہماری جماعت کے لئے مہایت ضروری ہے وہ غیر احمدی کو رشتہ نہ دینا ہے۔ جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے۔ وہ یقیناً

حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا۔ اور نہ یہ جانتا ہے۔ کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا کسی عیسائی کو اپنی لڑکی دیدے ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے رہے۔ کہ کافر ہو کہ کبھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔“

ملکۃ اللہ ص ۶۷ تصنیف مرزا بشیر الدین محمود احمد

علا صبر کرو۔ اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ بہتری
نماز کے متعلق اور نیکی اسی میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم
 ہے۔ اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے

بحوالہ مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء اخبار الحکم ارشاد جناب مرزا صاحب: محفوظات جلد ۱ ص ۳۲
 علا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سختی سے تاکید فرمائی ہے کہ کسی احمدی کو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ تم جتنی دفعہ پوچھو گے۔ اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا۔ کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں۔ جائز نہیں۔ جائز نہیں۔

انوار خلافت ص ۸۹ تصنیف مرزا بشیر الدین محمود احمد

علا ان لوگوں کو اپنا امام نہیں بنانا چاہئے۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول نہیں کیا۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک غضوب ٹھہر چکے ہیں۔ اور میں اس وقت تک کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ جب تک کہ وہ بیعت میں داخل نہ

ہو جائے۔ اور ہم میں شامل نہ ہو..... ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو
مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے چھپے نماز نہ پڑھیں

سوال انوار خلافت عند تصنیف مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

مرزا صاحب سے سوال ہوا۔ کہ اگر کسی جگہ امام نماز حضور کے حالات سے
واقف نہیں۔ تو اس کے چھپے نماز پڑھ لیں یا نہ پڑھیں بحضرت مسیح موعود یعنی مرزا
غلام احمد صاحب نے فرمایا پہلے تمہارا فرض ہے اسے واقف کرو۔ پھر اگر نہ تصدیق
کرے نہ تکذیب۔ وہ بھی منافق ہے۔ اس کے چھپے نماز نہ پڑھو۔

سوال ملفوظات احمدیہ جلد چہارم ص

سوال۔ کیا کسی کی وفات پر جو سلسلہ احمدیہ میں داخل
ہو۔ یہ کہنا جائز ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو جنت نصیب

کرے اور مغفرت کرے...

جواب۔ غیر احمدیوں کا کفر بالکل ثابت ہے۔ اور کفار کے لئے دعا مغفرت

جائز نہیں۔ سوال اخبار الفضل جلد ۸ نمبر ۵۹ ماہ فروری ۱۹۲۱ء

۲ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب کسی کافر کا جنازہ پڑھا۔ تو وہ

ابتداء زمانہ اسلام کی بات تھی جبکہ تبلیغ پورے طور پر پہنچ چکی تھی۔ تو بعد میں مشرکین

کو حرم میں آنے کی بھی اجازت نہ رہی۔ اگر حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب

قادیانی نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فعل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

منکرین کے جنازہ کی اجازت دی۔ تو وہ بھی ادائے کی بات تھی۔ بعد میں اگر کسی نے اس فتوے کو جاری سمجھا۔ تو وہ اس کی اجتہادی غلطی ہے۔ جس کو حضرت خلیفۃ اول حکیم نور الدین صاحب نے صاف حکم کے ساتھ رد کر دیا۔ کہ بغیر احمدی کا جنازہ ہرگز جائز نہیں۔

بحوالہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۶۷ء

آپ کل یعنی مرزا غلام احمد صاحب کا ایک بیٹا فوت ہو گیا جو آپ کی زبانی طور پر تصدیق بھی کرتا تھا جب مرا تو مجھے یاد ہے آپ ٹپلتے جاتے تھے اور فرماتے کہ اس نے کبھی شہزادگی کی تھی۔ بلکہ میرا فرمان بردار ہی رہا ہے ایک دفعہ میں سخت بیمار ہوا۔ اور شدت مرض میں مجھے غش آ گیا جب مجھے ہوش آیا۔ تو میں نے دیکھا کہ وہ میرے پاس کھڑا نہایت درد سے رو رہا تھا آپ یہ بھی فرماتے کہ یہ میری بڑی عزت کیا کرتا تھا۔ لیکن آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ حالانکہ وہ اتنا فانی دار تھا کہ بعض احمدی بھی اتنے نہ ہوں گے محمدی بیگم کے متعلق جب جھگڑا ہوا تو اس کی بیوی اور آپ کے رشتہ دار بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے حضرت صاحب نے اس کو فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ اس نے طلاق کچھ کر حضرت صاحب کو بھیج دی۔ کہ آپ کی جس طرح مرضی ہے اس طرح کریں لیکن باوجود اس کے جب مرا۔ تو آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔

بحوالہ انوارِ خلافت ص ۹ تصنیف مرزا بشیر الدین محمود احمد

۳۴ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں ایک لڑکا پڑھتا ہے چراغ الدین نام۔ حال میں جب وہ اپنے وطن سیالکوٹ گیا تو اس کی والدہ صاحبہ فوت ہو گئی۔ متوفیہ کو اپنے بچے سے بہت محبت تھی۔ مگر سلسلہ میں داخل نہ تھی اس لئے چراغ الدین نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ اپنے اصول

اور مذہب پر قائم رہا۔ شاباش اسے تعلیم الاسلام کے فیور فرزند کہ قوم کو اس وقت تجھ سے فیور کی ضرورت ہے زندہ باش۔

بحوالہ اخبار الفضل جلد ۲، ستمبر ۱۲۹، مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۱۵ء

۱۵ جناب چودہری محمد ظفر اللہ خاں صاحب پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائد اعظم احمدی تھے۔ لہذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ ٹریکٹ نمبر ۲۲ بعنوان احراری علماء کی راست گوئی کا نمونہ۔

الناشرہ ہتھم نشر و اشاعت نظارت دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ضلع بھنگ (ضوٹ)، جماعت احمدیہ کی طرف سے ۱۹۵۰ء کے انتخابات کے دوران ایک اشتہار شائع ہوا تھا۔ جس میں بڑے فخر کے ساتھ یہ بیان کیا گیا تھا کہ قائد اعظم نے سر ظفر اللہ خاں کو عزیز بیٹے کے نام سے نوازا تھا۔ مگر اسی بیٹے نے نہی مرحوم کو مسلمان جانا اور نہ ہی نماز جنازہ میں شرکت کی (از مرتب)

۱۶ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابوطالب بھی قائد اعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے، مگر نہ مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا۔ اور نہ رسول خدا نے۔

الفضل ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۲ء

۱۷ ایک اور سوال یہ رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر چھوٹے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ فوت ہو جائے۔

جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعود کا مکھڑ نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندو اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ نہیں پڑھا جاتا۔ کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں اصل بات تب ہے کہ جو مذہب مل ناپ کا ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچے کا قرار دیتی ہے پس غیر احمدی کا بچہ غیر احمدی ہوا۔ اس لئے اسکا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔ لہذا خلافت ^۹ تصنیف مرزا بشیر الدین محمود احمد ^۹ اگر یہ کہا جائے کہ کسی ایسی جگہ جہاں تک تبلیغ نہیں پہنچی۔ کوئی مرا ہو۔ اور اس کے مرچکنے کے بعد وہاں کوئی احمدی پہنچے۔ تو جنازے کے متعلق کیا کرے اس کے متعلق یہ ہے کہ ہم تو ظاہر پر ہی نظر رکھتے ہیں چونکہ وہ ایسی حالت میں مرا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے رسول اور نبی کی پہچان اے نصیب نہیں۔ اس لئے ہم جنازہ نہیں پڑھیں گے۔

بحوالہ اخبار الفضل جلد ۲ نمبر ۱۳۶ مورخہ ۲ مئی ۱۹۱۵ء

مکمل مقاطعہ
حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریم نے مسیائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روک لیا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا جو ہم ان کے ساتھ دل کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دینی۔ دوسرے ذہنی۔ یعنی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے۔ اور ذہنی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و نااط ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے اگر کوکہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں۔ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی

اجازت ہے اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے۔ تو جواب ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے

بجوالکلمۃ الفصل ۶۹ تصنیف صاحبزادہ بشیر احمد مدنی، اے

(ازہر تب) صاحب زادہ بشیر احمد مدنی، اس نے غیر مرزاٹیوں کے ثبوت کفر پر مستقل ایک رسالہ تصنیف کیا ہے جس کا نام الکلمۃ الفصل ہے۔ یہ رسالہ ۹۴

صفحات پر مشتمل ہے۔ علاوہ ازیں مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی نامہ جماعت احمدیہ کے وہ بیانات جو اس موضوع پر وقتاً فوقتاً اخبار الفضل میں چھپتے رہے ہیں اگر کبھی یکجا جمع کیا جائے تو یہ ایک ضخیم دفتر بن جائے طوالت کے خوف سے بطور نمونہ

چند عبارات نقل کر دی ہیں۔ اب آخر میں جماعت اسلامی کے رسالہ ترجمان القرآن کی ایک عبارت نقل کر کے علامہ اقبال مرحوم کے شعر پر اپنے اس پمفلٹ کو ختم کرتا ہوں

”جماعت اسلامی سے آپ لوگوں کو یہ شکایت ہے کہ وہ آپ کو غیر مسلم اقلیت“ قرار دینا چاہتی ہے۔ لیکن آپ لوگ کبھی ٹھنڈے دل سے یہ نہیں سوچتے۔ کہ یہ آپ کے

اپنے ہی مذہبی عقیدے کا لازمی نتیجہ ہے۔ آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک اور نبی کی نبوت کے قائل ہیں اور ہر اس شخص کو کافر قرار دیتے ہیں۔ جو اس کی نبوت پر ایمان

نہ لائے۔ یہ نئی نبوت ایک ایسی دیوار ہے جس نے آپ کو تمام دنیا کے مسلمانوں سے الگ کر دیا ہے۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے ہر شخص کو کاذب اور اس پر ایمان لانے والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ یہ دیوار آپ کے عقیدے

کی بنا پر بھی اور مسلمانانِ عالم کے عقیدے کی بنا پر بھی ایسی ناقابلِ عبور ہے۔ کہ اس کی موجودگی میں آپ اور ہم ایک امت میں کسی طرح جمع نہیں ہو سکتے۔ نبوت کے دعوے سے یہ نتیجہ آپ سے آپ نکلتا ہے کہ جو اس کو مانے۔ وہ ایک امت ہو اور جو اس کو نہ مانے وہ دوسری امت۔ اس چیز کا دعویٰ لے کر جب ایک شخص اٹھ چکا ہے تو لا محالہ اسے سچا سمجھنے والوں کے نزدیک وہ سب لوگ کافر ہونے چاہئیں۔ جو اسے جھوٹا سمجھیں۔ اور اسی طرح اسے جھوٹا سمجھنے والوں کے نزدیک بھی وہ سب لوگ کافر ہونے چاہئیں۔ اب جبکہ یہ صورت حال ایک امر واقعی کے طور پر موجود ہے۔ تو آخر آپ لوگ اسے تسلیم کرنے سے گریز کیوں کرتے ہیں؟ آپ کو سیدھی طرح یہ مان لینا چاہئے۔ کہ مرزا غلام احمد کی نبوت کے منکرین آپ کے عقیدے کی رو سے غیر مسلم الشریعت ہیں اور اس پر ایمان لانے والے نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے عقیدے کی رو سے غیر مسلم اقلیت“

پنجاب کے اربابِ نبوت کی شریعت

کہتی ہے کہ یہ مؤمن پادریہ ہے کافر اقبال مرحوم

ترجمان القرآن جلد ۷، عدد ۶ ص ۳۲۵ اشارات

حافظ عبد الرحمن

مولانا منظور احمد صاحب چلیوٹی کی راتے

ایک نادر کتاب

جس کے مطالعہ سے مرزا جی کی ذہنیت اور خانہ ساز نبوت کا مکمل پتہ چلتا ہے موقوف
 نے یہ کتاب آسمانی دلہن کے نام سے تالیف کی ہے جو اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہے۔ شاید
 آج تک آپ کی نظر سے ایسی کتاب نہ گزری ہو۔ اس کتاب میں مرزا جی کے کاشائے نبوت میں
 عشق کا ایک رومانی منظر نظر آتا ہے۔ پنجابی نبوت کے ساتھ مجازی عشق کا پیوند ملاحظہ فرمائیں،
 مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کے پڑھنے سے جو لذت اور سرور آپ کو حاصل ہوگا۔ شاید
 وہ لطف کسی اور کتاب کے پڑھنے سے نہ حاصل ہوا نہ ہوگا۔ عجب یہ ہے کہ یہ ساری داستان
 اور کہانی مرزا جی کی اپنی زبان ہے۔

زبان جل جانے لگی ہے۔ کبہا جو کچھ مرعشر
 تہاری تیغ کے چھینے تہارا نام لیے ہیں

منظور احمد عفاعتہ

ناظم دارہ مرکز یہ دعوت ارشاد و پرنسپل جامعہ عربیہ چلیوٹی ضلع جھنگ

مرزا نبوت پر مولف کی دیگر تالیفات جو صرف لائق مطالعہ ہی نہیں بلکہ
 کاہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔ (۱) چھوٹا منہ بڑی بات حصہ اول، دوم، (۲) منزل
 موتی (۳) درد مند خاتون (۴) راہ صواب (۵) انجام مرزا (۶) ختم نبوت (۷)
 حیات عیسیٰ علیہ السلام (۸) ادھوری باتیں (۹) تکھیبِ مسلم (۱۰) توہینِ حسین